قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 28/دسمبر 2022ء | 4/جمادی الثانی 1444 ہجری قمری | 28/فتح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:286

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّمَا السَّبِیۡلُ عَلَی الَّذِیۡنَ یَظۡلِمُوۡنَ النَّاسَ وَیَبۡغُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۴۳﴾ وَلَمَنۡ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ﴿۴۴﴾

(الشوریٰ:43-44)

ترجمہ: الزام تو صرف اُن پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی سے کام لیتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب (مقدر) ہے اور جو صبر کرے اور بخش دے تو یقیناً یہ اُولوالعزم باتوں میں سے ہے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے خُذِ الۡعَفۡوَ وَاۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰہِلِیۡنَ ﴿۲۰۰﴾ (الاعراف:200) یعنی عفو اختیار کر، معروف کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کر۔ یہاں فرمایا معاف کرنے کا خُلق اختیار کرو اور اچھی باتوں کا حکم دو، اگر کسی سے زیادتی کی بات دیکھو تو درگزر کرو۔ فوراً غصّہ چڑھا کر لڑنے بھڑنے پر تیار نہ ہو جایا کرو اور ساتھ یہ بھی کہ جو زیادتی کرنے والا ہے اُس کو بھی آرام سے سمجھاؤ کہ دیکھو! تم نے ابھی جو باتیں کی ہیں مناسب نہیں ہیں اور اگر وہ باز نہ آئے تو وہ جاہل شخص ہے، تمہارے لئے یہی مناسب ہے کہ پھر ایک طرف ہو جاؤ، چھوڑ دو اُس جگہ کو اور اس کو بھی اس کے حال پر چھوڑ دو۔ دیکھیں! یہ کتنا پیارا حکم ہے اگر اس طرح عفو اختیار کیا جائے تو سوال ہی نہیں ہے کہ معاشرے میں کوئی فتنہ وفساد کی صورت پیدا ہو ...... چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کر دینا ہی بہتر ہوتا ہے تا کہ معاشرے میں صلح جوئی کی بنیاد پڑے، صلح کی فضا پیدا ہو۔ عموماً جو عادی مُجرم نہیں ہوتے وہ درگزر کے سلوک سے عام طور پر شرمندہ ہو جاتے ہیں اور اپنی اصلاح بھی کرتے ہیں اور معافی بھی مانگ لیتے ہیں ...... یاد رکھو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی کو معاف کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی تمہاری عزت پہلے سے زیادہ قائم کرے گا کیونکہ عزت اور ذلت سب خُدا کے ہاتھ میں ہے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 140-143)

اس شمارہ میں

- یادوں سے تیری آقا صلی اللہ علیہ وسلم (منظوم)
- بڑِاعظم آسٹریلیا کی پہلی احمدیہ مسجد
- نیوزی لینڈ کی پہلی مسجد۔ مسجد بیت المقیت، آکلینڈ
- دُنیا کے کنارے جزائر فجی میں پہلی مساجد کا قیام
- کیریباس (کیریباتی) کی پہلی مسجد
- مائکرونیشیا میں مشن ہاؤس کا قیام
- سولومن جزیرہ میں مسجد کا قیام

فرمانِ رسولؐ

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا: دھیما پن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جلدی شیطان کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی بھی عذر پر نظر کرنے والا نہیں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت وبخشش بہانے ڈھونڈتی ہے) اور کوئی بھی چیز حمد سے زیادہ اللہ کو پیاری نہیں۔

(مجمع الزوائد لھیثمی حدیث نمبر:126562)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

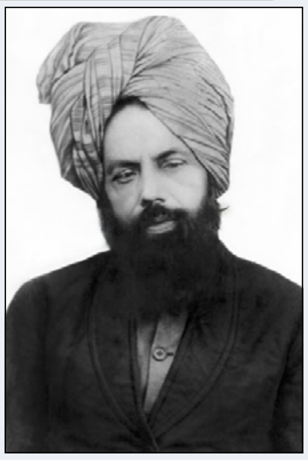

- خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اُس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہِ راست پر چلاؤں۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 143)

- وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۳۵﴾ یعنی مومن وہی ہیں جو غصہ کو کھا جاتے ہیں اور یاوہ گو اور ظالم طبع لوگوں کے حملوں کو معاف کر دیتے ہیں اور بیہودگی کا بیہودگی سے جواب نہیں دیتے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم حاشیہ صفحہ 126)

- ہم دنیا میں دیکھتے ہیں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان سے ایک دو مرتبہ عفو اور درگزر کیا جاوے اور نیک سلوک کیا جائے تو اطاعت میں ترقی کرتے اور اپنے فرائض کو پوری طرح سے ادا کرنے لگ جاتے ہیں اور بعض شرارت میں اور بھی زیادہ ترقی کرتے اور احکام کی پرواہ نہ کرکے ان کو توڑ دینے کی طرف دوڑتے ہیں۔ اب اگر ایک خدمت گار کو جو نہایت شریف الطبع آدمی ہے اور اتفاقاً اس سے غلطی ہو گئی ہے اسے اٹھ کر مارنے اور پیٹنے لگ جائیں تو کیا وہ کام دے سکے گا؟ نہیں، بلکہ اسے تو عفو اور درگزر کرنا ہی اس کے واسطے مفید اور اس کی اصلاح کا موجب ہے۔ مگر ایک شریر کو جس کا بارہا تجربہ ہو گیا ہے کہ وہ عفو سے نہیں سمجھتا بلکہ اور بھی شرارت میں قدم آگے رکھتا ہے اس کو ضرور سزا دینی پڑے گی اور اس کے واسطے مناسب یہی ہے کہ اسے سزا دی جاوے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 256 ایڈیشن 1988ء)

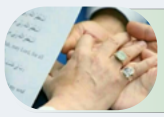

دربارِ خلافت

حضورؐ ہر آن خدا کو یاد رکھتے تھے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن خدا کو یاد رکھتے تھے۔

(مسلم کتاب الحیض باب ذکر اللہ تعالیٰ فی حال الجنابۃ وغیرھا)

پس یہ نمونے ہیں اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے بطور اسوہ پیش فرمائے تا کہ ہم بھی ان پر عمل کریں، ان نمونوں پر چلنے والے ہوں۔ پھر امت کی بخشش کی فکر ہے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ جس حد تک قبولیت دعا کی خوشخبری دیتا ہے آپ شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ سجدے میں چلے جاتے ہیں اور ہر دفعہ خوشخبری کے بعد سجدات شکر بجا لاتے ہیں۔ اس بارے میں عامر بن سعد اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکّہ سے مدینہ واپس لوٹ رہے تھے جب ہم عَزْوَرَاء مقام کے قریب پہنچے تو وہاں حضورؐ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور کچھ دیر دعا کی۔ پھر حضورؐ سجدے میں گر گئے اور بڑی دیر تک سجدے میں رہے۔ پھر کھڑے ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ پھر سجدے میں گر گئے۔ آپؐ نے تین دفعہ ایسا کیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے دعا مانگی تھی اور اپنی امت کے لئے شفاعت کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے میری امت کے ایک تہائی کی شفاعت کی اجازت دے دی۔ پھر اپنے رب کا شکرانہ بجالانے کے لئے سجدے میں گر گیا اور سر اٹھا کر پھر اپنی امت کے لئے اپنے رب سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے مزید ایک تہائی امت کی شفاعت کے لئے اجازت مرحمت فرمائی۔ مَیں پھر شکرانے کا سجدہ بجالایا۔ پھر سر اٹھایا اور امت کے لئے اپنے ربّ سے دعا کی۔ تب اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے تیسری تہائی کی بھی شفاعت کے لئے مجھے اجازت عطا فرمادی اور میں اپنے ربّ کے حضور سجدہ شکر بجالانے کے لئے گر گیا۔

(ابوداؤد کتاب الجھاد باب فی سجود الشکر)

پس یہ شکر بھی ایک عظیم نعمت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ہمیں عطا کیا گیا ہے، اس کو حاصل کرنے کے لئے بھی ہمیں خدا تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بننا چاہئے اس کے آگے جھکنا چاہئے اور اس کی عبادت کرنی چاہئے اور صحیح معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر دیکھیں! بندوں کی شکر گزاری کے کیا کیا طریق سکھلائے۔ جب مسلمانوں پر مکّہ میں طرح طرح کے مصائب ڈھائے گئے تو انہوں نے خدا تعالیٰ کے اِذن سے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ اس وقت شاہ حبشہ نے ان کو اپنے ملک میں پناہ دی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بادشاہ نجاشی کے اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھا اور ہر موقعہ پر آپؐ نے اس احسان کی شکر گزاری کا اظہار اپنے اقوال و افعال سے فرمایا۔ چنانچہ جب نجاشی کا وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس ان کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ آپؐ کے صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! ان کی خدمت کے لئے ہم کافی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا انہوں نے ہمارے ساتھیوں کو بڑے اکرام سے رکھا تھا اور میں پسند کرتا ہوں کہ ان کے اس احسان کا بدلہ مَیں خود اتاروں۔

(کتاب الشفا للقاضی عیاض الفصل الثامن عشر الوفاء وحسن العھد)

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 552-554 بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

یادوں سے تیری آقاؐ

اشکوں سے میرے دل کا ہمیشہ وضو رہے
یادوں سے تیری آقا! مری گفتگو رہے

دنیا و آخرت میں رہے تیری حُب حبیب
اے کاش! یہ گدا بھی کبھی سرخرو رہے

تیرے درودِ پاک سے مہکے فضا ہمیش
روشن ترے خیال سے ہر کُو بکو رہے

تیری نگاہِ پاک سے حاصل ہو جامِ عشق
ہاتھوں میں میرے ہر گھڑی تیرا سبُو رہے

عصیاں سے میری چادرِ تقویٰ ہے تار تار
دستِ کرم سے تیرے یہ ہوتی رفو رہے

ہر لحہ تیری یاد کے لشکر ہوں ہمسفر
خوابوں میں تیری دید ہو، یہ آرزو رہے

جاگوں میں یا کہ سوؤں، ہر اک حال میں منیر
جلوہ تیرے کرم کا میرے رُو برُو رہے

منیر باجوہ۔ جرمنی

ملک عمران احمد۔نیشنل جنرل سیکرٹری جماعت آسٹریلیا

برِّ اعظم آسٹریلیا کی پہلی احمدیہ مسجد

مسجد بیت الہدیٰ (سڈنی)

مساجد کی تعمیر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانۂ خدا ہوتا ہے۔جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 93 جدید ایڈیشن)

جماعت آسٹریلیا کی تاریخ اور ترقی میں مسجد بیت الہدیٰ، سڈنی کی یہی کلیدی حیثیت ہے کیونکہ مسجد کی بنیاد رکھتے ہی جماعت کی تمام تر توجہ اس کی تعمیر اور اس کو آباد کرنے کی طرف مرکوز ہوگئی۔ احمدیت کی دوسری صدی کے آغاز پر دنیا کے ایک دور دراز برِّ اعظم میں بننے والی یہ مسجد، جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کا ایک نشان ہے۔

مسجد بیت الہدیٰ کی پرشکوہ عمارت گزشتہ چار دہائیوں سے عوام و خواص کی کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ نیو ساؤتھ ویلز کی قانون ساز اسمبلی کے ممبر The Hon.David Clarke نے ایک دفعہ خطاب کرتے ہوئے مسجد بیت الہدیٰ کو ’’Landmark of Western Sydney‘‘ کا خطاب دیا۔ ہزاروں لوگ ہر روز اس مسجد کے پاس سے گزرتے اور مسجد کی پیشانی پر لکھے ہوئے کلمہ طیبہ ’’لا الہ الا اللّٰہ مُحَمَّد رسول اللّٰہ‘‘ اور خلافت ہال پر لکھے جماعت کے لوگو ’’Love for All, Hatred for None‘‘ کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ کئی ایسے ہیں جو صرف عمارت دیکھ کر مسجد آتے ہیں اور اس طرح یہ مسجد نہ صرف تبلیغ کا ذریعہ بن رہی ہے بلکہ قرب و جوار میں محبت، امن اور سلامتی کی علامت کے طور پر بھی جانی جاتی ہے۔

آسٹریلیا میں جماعت احمدیہ کا باقاعدہ آغاز

آسٹریلیا میں جماعت احمدیہ کا نیا دور خلافت ثالثہ کے آغاز سے ہی شروع ہوتا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1965ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر جن سات ممالک میں خصوصیت کے ساتھ نئی جماعتیں قائم کرنے کی خواہش کا اظہار کیا اس میں آسٹریلیا تیسرے نمبر پر تھا۔

(ماخوذ سلسلہ احمدیہ جلد نمبر 3 صفحہ 30)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے خلیفہ کی اس خواہش کو پورا کرنے کے سامان پیدا فرما دیے اور 1960ء کی دہائی کے آواخر میں اور 1970ء میں کئی احمدی فجی، پاکستان اور کینیا وغیرہ سے ہجرت کر کے آسٹریلیا آباد ہوئے اور بالآخر 1979ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ آسٹریلیا میں جماعت کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا۔

نظام جماعت کے قیام کے بعد جماعتی اجلاسات باقاعدگی سے ہونے لگے اسی طرح جماعتی تربیتی اور تبلیغی پروگرامز بھی منعقد کیے جانے لگے اس وقت اجلاسات عموماً احباب جماعت کے گھروں میں منعقد ہوتے تھے اور افراد جماعت سے رابطے کا ایک ذریعہ وہ سرکلر یا نیوز لیٹر تھا جو جماعت آسٹریلیا کے پہلے صدر مکرم ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب مرحوم، احباب جماعت کو ہر ماہ باقاعدگی سے بھجواتے تھے اس میں گزشتہ میٹنگ کی مختصر رپورٹ، آئندہ میٹنگ کا وقت اور جگہ اور اسی طرح اگر کسی نئے احمدی سے رابطہ ہوتا تو اس کا بھی ذکر ہوتا تھا۔ چنانچہ جماعت کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے تحت ایک نیشنل ہیڈ کوارٹر جو مسجد، لائبریری، دفاتر اور مبلغ کی رہائش پر مشتمل ہو، کا منصوبہ زیر غور آیا۔

احمدیت مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب اپنے مضمون مطبوعہ الفضل 29 ستمبر 1983ء میں تحریر فرماتے ہیں:

’’اس بابرکت دور کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی طرف سے سڈنی میں احمدیہ مسجد کی تعمیر کی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں درخواست پہنچی جسے حضورؒ نے ازراہ شفقت شرف قبولیت بخشا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب صدر جماعت احمدیہ آسٹریلیا نے مخلص جماعت سے مشورہ کے بعد 5 جنوری 1981ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت اقدس میں تحریری درخواست ارسال کی کہ سڈنی جنوب مشرقی دنیا میں بہت اہم شہر اور سیاسی اور تمدنی اور اقتصادی مرکز ہے اور آسٹریلیا کی قریباً ایک چوتھائی آبادی یہاں آباد ہے اور یہ شہر بہت پھیل رہا ہے شہر کے مرکز میں باموقع پلاٹ موزوں قیمتوں میں فروخت ہو رہے ہیں ہمیں اجازت دی جائے کہ آسٹریلیا کے مخلص احمدیوں سے زمین کی خرید کے لیے چندہ جمع کیا جا سکے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد 15 اگست 1981ء کو مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ نے یہ درخواست سفارش کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے حضور پیش کی جس پر حضورؒ نے اپنے دست مبارک سے ’’منظور ہے‘‘ کے الفاظ رقم فرمائے۔ اس منظوری کے بعد جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی طرف سے زمین کے خریدنے اور تعمیر کے لیے قرض کی درخواست کی گئی۔ اسی دوران میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا وصال مبارک ہو گیا اور 10 جون 1982ء کو خلافت رابعہ کا تاریخ ساز عہد شروع ہوا اور برّاعظم آسٹریلیا کی اسلامی و روحانی تاریخ کے ایک نئے باب کا ورق اُلٹنے کا وقت قریب آ گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مسجد قرطبہ کے شاندار افتتاح کے بعد مرکز احمدیت تشریف لائے تو حضور کی خدمت میں 14نومبر 1982ء کو جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب صدر جماعت احمدیہ آسٹریلیا نے جماعت آسٹریلیا کے کوائف ارسال کیے جن کا خلاصہ یہ تھا کہ ہم یہاں 28 مرد 13 مستورات اور 24 بچے یعنی کل 75 احمدی سڈنی، میلبورن اور ایڈیلیڈ میں رہائش رکھتے ہیں اور یہ تینوں شہر قریباً ایک ایک ہزار کلو میٹر کے فاصلہ پر ہیں سب سے زیادہ احمدی سڈنی میں ہیں۔ ان میں سے پندرہ سولہ افراد فجی سے ہیں۔ جماعت نے ایک پریس بھی خریدا ہوا ہے جس پر ہر مہینہ ایک سرکلر چھاپا جاتا ہے ہماری جماعت تین سال سے قائم ہے اس عرصہ میں وصیت، چندہ عام، تحریک جدید، جوبلی فنڈ وغیرہ جتنی رقوم ہوتی ہیں اُن کو جمع کر رہے ہیں قریباً بیس ہزار ڈالر جمع ہو چکے ہیں اس تفصیل کے بعد عرض کی کہ ہم نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں درخواست کی تھی کہ اگر ہمیں مرکز کچھ رقم بطور قرض دے دے تو ہم زمین کی رقم نقد ادا کر دیں گے اور پھر مرکز کو قسط وار ادا کر دیں گے۔‘‘

مولانا دوست محمد شاہد صاحب مزید لکھتے ہیں:

’’حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے تحریک جدید کو ارشاد فرمایا کہ آسٹریلیا کی طرف توجہ دیں۔ وہاں مبلغ کے لیے بھی فوراً کوشش ہونی چاہیے اسے نظر انداز کیے کافی دیر ہو چکی ہے ایسی متفرق جماعتیں جہاں مقامی مشن نہیں بن سکتے، اُن کے ذمہ آسٹریلیا مشن کا کام ڈالا جا سکتا ہے۔ حضور کی اس تحریک خاص پر مخلصین جماعت نے ایسے والہانہ انداز میں لبیک کہا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے حضور نے مزید ہدایت یہ جاری فرمائی کہ ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب آسٹریلیا کے متعلق ابتدائی جائزہ لیں اور جلد از جلد وہاں کے مشن کے قیام کا منصوبہ مکمل ہونا چاہیے۔ زمین بیس پچیس ایکڑ سے کم نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ برحق کی اس خواہش کو چند مہینوں کے اندر اندر پورا کرنے کے لیے سامان کر دیے اور سڈنی سے تقریباً پچاس میل کے فاصلے پر مسجد اور مشن ہاؤس کے لیے ستائیس ایکڑ سے کچھ زائد رقبہ قریباً ڈیڑھ لاکھ ڈالر پر خرید لیا گیا۔‘‘

(الفضل 29 ستمبر 1983ء)

حضورؒ کی خواہش کے مطابق مطلوبہ زمین دیکھنے کے لیے آسٹریلیا میں مکرم ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب، مکرم عبدالغفار خان صاحب اور مکرم بشیر احمد صاحب نے مختلف علاقوں کا جائزہ لیا بالآخر مکرم عبدالغفار خان صاحب نے موجودہ جگہ تلاش کی جو کہ 27 ایکڑ سے کچھ زیادہ رقبہ پر مشتمل ہے اس میں 25 ایکڑ کا ایک سکوئر بلاک شامل ہے جبکہ باقی تین ایکڑ کے قریب رقبہ اُس سڑک پر مشتمل ہے جو اس بلاک کو باقاعدہ روڈ Hollinsworth Road سے ملاتی ہے۔ یہ علاقہ Marsden Park کہلاتا ہے جو کہ Blacktown کونسل میں ہے اور قریب ترین ریلوے سٹیشن Riverstone ہے جبکہ جگہ کا مکمل ایڈریس مندرجہ ذیل ہے:

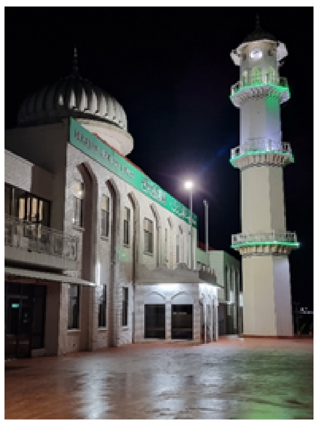

Hollinsworth Road 45

MARSDEN PARK NSW 2765

اس ابتدائی مرحلہ کی تکمیل ہو چکی تو دعاؤں کے بعد حضورؒ نے براعظم آسٹریلیا کی اس پہلی تاریخی احمدیہ مسلم مسجد کے سنگ بنیاد کے لیے 30 ستمبر 1983ء کی تاریخ تجویز فرمائی اور براعظم آسٹریلیا کو یہ اعزاز عطا کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا کہ حضورؒ بنفس نفیس مشرق بعید کا سفر اختیار فرمائیں گے اور اس تاریخی مسجد اور مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھیں گے۔ اس دورے پر روانگی سے چند روز قبل 2 ستمبر 1983ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مسجد احمدیہ ناصر آباد سندھ میں ایک یادگار خطبہ ارشاد فرمایا جس میں دنیا بھر کے احمدیوں کو اس تقریب کی کامیابی کے لیے خصوصی دعاؤں کی تحریک فرمائی، آپ نے فرمایا:

’’ابھی چند دن تک اِنْ شَاءَ اللّٰہ تعالیٰ ہم مشرق کے دورہ پر پاکستان سے روانہ ہونگے اور اس دورہ میں براعظم آسٹریلیا میں سب سے پہلی

احمدیہ مسجد کی بنیاد رکھنے کا سب سے اہم فرض ادا کرنا ہے یہ مسجد کی بنیاد بھی ہوگی اور مشن ہاؤس کی بنیاد بھی ہوگی یعنی اس مسجد کے ساتھ ایک بہت ہی عمدہ مشن ہاؤس کی عمارت بھی تعمیر ہوگی جہاں مبلغ اپنے ہر قسم کے فرائض پورے کر سکے گا اس لحاظ سے یہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک بہت ہی اہم مسجد ہے کہ ایک نئے براعظم میں ہمیں اس کی بنیاد رکھنے کی توفیق مل رہی ہے اس سے قبل براعظم آسٹریلیا خالی پڑا تھا اور جماعت یہ تو کہہ سکتی تھی کہ دنیا کے ہر براعظم میں ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کا پیغام پہنچایا ہے لیکن براعظم آسٹریلیا میں اگر پیغام پہنچا تو اتفاقاً انفرادی کوشش سے پہنچا جماعت کی طرف سے کوئی باقاعدہ مشن نہیں بنایا گیا اور کوئی مسجد نہیں بنائی گئی تھی مسجد کے لیے جو زمین لی گئی وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت باموقع اور کافی بڑا رقبہ ہے 27 ایکڑ میں تو ماشاء اللہ ہمارا جلسہ سالانہ ہوسکتا ہے اس لیے ہم بڑی امید لے کر اتنا بڑا رقبہ لے رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ جلد اس کو بھر بھی دے اور

چھوٹا بھی کر دے اور یوں ہماری توقعات ناکام ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل اس سے بہت آگے نکل جائیں۔ ان دعاؤں کے ساتھ اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جائے گا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ''

(الفضل 8 ستمبر 1983ء صفحہ 1-2 بحوالہ الفضل 29 ستمبر 1983ء صفحہ 6-7)

مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مزید لکھتے ہیں:

''ہمارے محبوب امام ربوہ سے 22 اگست 1983ء کو روانہ ہوئے اور چند روز کراچی و سندھ میں رونق افروز رہنے کے بعد 8 ستمبر کو سنگاپور تشریف لے گئے اور پھر فجی کو اپنے مبارک قدموں سے برکت دینے اور علمی اور دینی اور تربیتی برکات سے مالا مال کرنے کے بعد 30 ستمبر کو آسٹریلیا کی اس پہلی احمدیہ مسلم مسجد اور مشن ہاؤس کی بنیادی اینٹ اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھ رہے ہیں یہ مہتم بالشان تقریب پورے عالم اسلام کے لیے جشن عید سے کم نہیں، کیونکہ سڈنی ہی وہ شہر ہے جہاں سے لنڈن اور دوسرے علاقوں سے آئے ہوئے پادری اور مناد آسٹریلیا کے دوسرے علاقوں میں پھیلائے گئے تھے اور اب خدا نے ایسا انقلاب رونما کرنے کا سامان پیدا کر دیا ہے کہ عنقریب اسی شہر کی مسجد کے مینار سے اشھدان لا الہ الا اللّٰہ اور اشھدان محمد عبدہٗ ورسولہ کی پرشوکت آواز بلند ہوگی اور پھر وہ وقت بھی آئے گا کہ جب براعظم آسٹریلیا کے تمام بسنے والوں کے قلوب و اذہان قرآن، دعا اور اخلاق کے روحانی ہتھیاروں سے فتح کر لیے جائیں گے اور اس کے گوشے گوشے پر خدا اور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی آسمانی حکومت قائم ہو جائیگی۔ وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز''

(الفضل 29 ستمبر 1983ء صفحہ 6)

مسجد بیت الہدیٰ سڈنی کا سنگ بنیاد

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 25 ستمبر 1983ء کو سڈنی تشریف لائے۔ 29 ستمبر کو حضورؒ نے مسجد کی جگہ کا معائنہ کیا۔ جمعۃ المبارک 30 ستمبر 1983ء کو حضورؒ نے پرسوز دعاؤں کے ساتھ مسجد بیت الہدیٰ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اس روز اپنے خطبہ جمعہ کے آغاز میں حضورؒ نے فرمایا:

''آج کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اور آسٹریلیا کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت کا دن ہے کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرتے ہوئے آج ان شاء اللہ تعالیٰ یہاں پہلی احمدیہ مسجد اور احمدیہ مشن ہاؤس کی بنیاد رکھیں گے۔''

اپنے خطاب میں حضورؒ نے خصوصیت کے ساتھ آسٹریلیا کے احمدیوں کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور اس معاشرہ کی دہریت اور مادہ پرستی سے بچنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ خطبہ کے اختتام پر احباب جماعت کو دعاؤں اور مسجد کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا:

''تم خدا کے ہو کر رہو، اللہ سے پیار کرو اور اس بات کی حفاظت

MOSLEMS TO BUILD MOSQUE IN CITY

THE world leader of a religious sect, who believe that Christ survived the crucifixion and migrated to Kashmir, laid a foundation stone in Blacktown last week.

CEREMONY ON FRIDAY

کرو کہ خدا تمہیں کبھی کسی اور کی غلامی میں نہ جانے دے۔ تم سب دعائیں کرو کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ساری چیزیں دعاؤں سے ملتی ہیں۔ اب تمہیں بہت کثرت سے دعائیں کرنی پڑیں گی۔ آج میں نے بھی بہت دعا کی ہے خاص طور پر آپ سب کے لیے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو جس کا آج سنگ بنیاد رکھا جانے والا ہے ایسے لوگوں سے آباد کرے جو مسجد کی آبادی کا حق رکھتے ہیں، جن کو مسجدیں آباد کرنا آتا ہے، جن پر خدا کے پیار کی نظر پڑتی ہے اور دن بدن یہ آبادی بڑھتی رہے اور جلد وہ وقت آئے جب یہ مسجد آپ کو چھوٹی نظر آنے لگے۔ پھر یہ فکر پیدا ہو کہ اس مسجد کو کس طرح بڑھانا ہے۔ اس لیے اب اس مسجد کے سنگِ بنیاد رکھنے کے وقت سے آپ سب کی ذمہ داری غیر معمولی طور پر بڑھ گئی ہے۔ اب آپ ہی یہاں خدا کے نمائندہ ہیں۔ آپ ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کی عبادت کا حق ادا کرنا ہے اور عبادت کو قائم رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین''

(روزنامہ الفضل 22 نومبر 1983ء بحوالہ خطبات طاہر جلد دوم)

جس جگہ حضورؒ نے سنگِ بنیاد رکھا وہاں اب مسجد کا محراب ہے۔ صحابی حضرت مسیح موعودؑ، حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ (سبز پگڑی والے) بھی مسجد بیت الہدیٰ کے سنگِ بنیاد کی اس تقریب میں شمولیت کے لیے پاکستان سے تشریف لائے۔ اُسی روز حضورؒ نے حاضرین سے ایک نہایت پر معارف خطاب فرمایا جو The Spiritual Discovery of Australia کے نام سے چھپ چکا ہے۔

پریس اور میڈیا میں مسجد بیت الہدیٰ سڈنی کے سنگِ بنیاد کی خبر

دنیا کے کئی ممالک کے ذرائع ابلاغ (اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن) نے مسجد بیت الہدیٰ سڈنی کے سنگِ بنیاد کی خبر کو شائع کیا جن میں

مسجد بیت الہدیٰ کی جگہ پر تعمیر کیا گیا پہلا شیڈ جو لمبا عرصہ جماعتی پروگرامز اور بطور مشن ہاؤس زیر استعمال رہا

آسٹریلیا کے علاوہ غانا، ابوظہبی، گیمبیا، کینیڈا، انڈونیشیا، فجی، سپین، ہالینڈ، یوگنڈا، بنگلہ دیش اور انڈیا خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ پاکستان میں نوائے وقت، جنگ اور حیدر نے بھی مختصر خبر شائع کی۔

(ماخوذ روزنامہ الفضل جلسہ سالانہ نمبر 1983ء صفحہ 19)

آسٹریلیا میں Blacktown Advocate Sydney Morning Herald,The Australian,The Western District, اور Guardian نے حضورؒ کے دورہ اور مسجد کے سنگِ بنیاد کی خبریں شائع کیں۔

مسجد بیت الہدیٰ کی تعمیر (1985ء - 1989ء)

جماعت آسٹریلیا کے پہلے امیر و مشنری انچارج مکرم شکیل احمد منیر صاحب 1985ء کے وسط میں آسٹریلیا تشریف لائے۔ آپ کی زیر نگرانی مسجد کی تعمیر کے کام کا آغاز ہوا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مسجد کی تعمیر کے مختلف مراحل پر زرّیں ہدایات سے نوازا۔

جماعت کے پاس اس وقت محدود وسائل تھے چنانچہ تعمیر کا ایک بڑا کام وقارِعمل کے ذریعہ کیا گیا۔ تمام احباب جماعت کو، جن میں لجنہ اور بچے بھی شامل ہوتے تھے، اس کارِ خیر میں حصہ لینے کی توفیق ملی۔ لجنہ اماء اللہ کو خصوصیت کے ساتھ مسجد کا گنبد بنانے کے کام میں خدمت کی توفیق ملی۔ احباب جماعت کو جب موقع ملتا وہ اپنے آپ کو مسجد کے وقارِعمل کے لیے پیش کر دیتے۔ لجنہ گھر سے کھانا بنا کر لاتیں اور سارا دن مسجد میں وقارِعمل کیا جاتا اور کلوا جمیعاً بھی ہوتا۔ ایک دوست بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مسجد کا افتتاح کرنے کے لیے تشریف لائے تو ایک روز انہوں نے مسجد میں ایک بچے کو پاس بلایا اور اس کے ہاتھوں پر چھالے دیکھ کر پوچھا کہ اسے کیا بیماری ہے تو محترم شکیل احمد منیر صاحب نے بتایا کہ یہ بچہ اپنے بھائیوں کے ساتھ وقارِعمل کرتا ہے چونکہ اینٹ بھاری ہے لہذا اسے کہا گیا کہ تم چھوٹے پتھر اور آدھی اینٹ اکٹھی کرو جس کے نتیجہ میں اس کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ یہ سنتے پر حضورؒ نے اس بچے کو گود میں اٹھایا اور پیار کرتے ہوئے مسجد کے دروازہ تک لے کر آئے۔

مسجد کی تعمیر میں ایک غیر از جماعت آرکیٹیکٹ مسٹر ونسنٹ بریڈ نے غیر معمولی کام کیا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت آسٹریلیا میں مساجد جیسی عمارات بہت کم تھیں اور ان کے پاس اس کام کا تجربہ بھی نہیں تھا چنانچہ انہوں نے مختلف شہروں کا دورہ صرف اس نیت سے کیا کہ مسجد کا گنبد اور مینار کیسے تعمیر کیا جائے۔ بالآخر تعمیر اور کونسل سے منظوری کے بعد 1989ء میں جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی پہلی مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔

مسجد بیت الہدیٰ کے ساتھ منارۃ المسیح کی طرز پر مینار کی تعمیر

مسجد بیت الہدیٰ کی خوبصورت عمارت کے ساتھ منارۃ المسیح کی طرز پر مینار تعمیر کیا گیا ہے جس کے اخراجات مکرم شمس الدین صاحب مرحوم اور ان کی فیملی نے ادا کیے جس کا تخمینہ اُس وقت تقریباً ایک لاکھ ڈالرز لگایا گیا تھا۔ اس مینارہ کی بلندی سو (100) فٹ رکھی گئی تھی جس میں ہر ایک فٹ، احمدیت کی پہلی صدی کے ہر ایک سال کی نمائندگی کرتا ہے۔ حال ہی میں مینارہ کے مختلف حصوں میں از سر نو لائٹنگ کا انتظام کیا گیا ہے جس کی وجہ سے اس کی روشنی دور تک نظر آتی ہے اور بہت خوش نما دکھائی دیتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا دوسرا دورۂ آسٹریلیا اور مسجد بیت الہدیٰ کا افتتاح

مسجد بیت الہدیٰ آسٹریلیا کی تعمیر اور افتتاح جماعت احمدیہ عالمگیر کی صد سالہ جوبلی کی تقریبات کا حصہ تھی۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 14 جولائی 1989ء کو مسجد بیت الہدیٰ کے افتتاح کے لیے آسٹریلیا تشریف لائے۔ اس روز جمعۃ المبارک تھا اور عید الاضحیٰ بھی تھی۔حضورؒ نے اپنے خطبہ عید الاضحیٰ میں حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہیدؓ کی شہادت کا تذکرہ کیا اور جماعت کو دعاؤں کی طرف توجہ دلائی۔ خطبہ کے آخر میں حضورؒ نے جماعت پر اللہ تعالیٰ کے لاتعداد فضلوں کا ذکر کرتے ہوئے مسجد بیت الہدیٰ کے بارہ میں فرمایا ’’اور یہ مسجد جس میں آج آپ بیٹھے ہوئے ہیں یہ بھی خدا کے فضلوں کا نشان ہے۔‘‘

(خطبہ عید الاضحیٰ، بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 14 جولائی 1989ء خطبات عیدین صفحہ 471)

بعد ازاں حضورؒ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں آپؒ نے فرمایا ’’اللہ تعالیٰ کا یہ میرے حق میں احسان ہے کہ یہ مسجد جس کی بنیاد تقریباً چھ سال پہلے میں نے رکھی تھی اب اللہ کے فضل اور احسان کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے اور اگرچہ کچھ معمولی کام باہر صحن میں بھی اور کچھ شاید عمارت میں بھی ہونے والے باقی ہیں لیکن بالعموم یہ بہت ہی خوبصورت عمارت اور بہت ہی وسیع عمارت مکمل ہو چکی ہے جب اس مسجد کے حجم سے متعلق انجینئر کے مشورے ہو رہے تھے تو بعض لوگوں کا خیال تھا کہ آسٹریلیا میں تو جماعت کی تعداد بہت تھوڑی ہے اس لیے بہت ہی چھوٹی سی جگہ بھی ایک لمبے عرصہ کے لیے کافی ہو گی اور کوئی ضرورت نہیں کہ بے وجہ اس عمارت پر روپیہ صرف کیا جائے لیکن شروع ہی سے میرا رجحان یہ رہا ہے کہ جب بھی ہم خدا کا گھر بنائیں حتی المقدور زیادہ سے زیادہ وسیع گھر بنائیں۔۔۔جس کے پیشِ نظر میں نے اصرار کیا کہ آسٹریلیا میں جگہ بھی بڑی لی جائے اور مسجد بھی بڑی بنائی جائے۔تو اللہ کے فضل سے یہ جگہ جس کا رقبہ اٹھائیس ایکڑ ہے یہ جماعت کی جو نظر آنے والی ضروریات ہیں میرے نزدیک تو اس کے مطابق ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں خدا وہ وقت جلد لائے گا کہ جماعت ہم لوگوں کے دیکھتے دیکھتے اتنی ترقی کرے گی کہ یہ مسجد اور یہ علاقہ انشاء اللہ جماعت کی ضروریات کے مطابق ثابت ہو گا لیکن اگر آپ سمجھیں کہ یہ مبالغہ ہے یا بہت خوابوں کی دنیا میں بسنے والی بات ہے تو آج نہیں، کل نہیں تو دس بیس سال کے اندر اندر یہ علاقہ جماعت کے لحاظ سے بارونق ہو جائیگا۔‘‘

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 14 جولائی 1989ء خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 477)

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ، آج ہم حضورؒ کے ان الفاظ کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔حضورؒ نے اپنے خطبہ میں فرمایا تھا ’’دس بیس سال کے اندر اندر یہ علاقہ جماعت کے لحاظ سے بارونق ہو جائیگا۔‘‘ اگر ہم حضورؒ کے ان الفاظ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے دس اور بیس کو جمع کریں تو تیس سال (2019ء) بنتے ہیں۔ اس دوران مسجد بیت الہدیٰ کے قرب و جوار کے علاقے نہ صرف احبابِ جماعت کی وجہ سے بلکہ دنیاوی طور پر بھی بہت بارونق ہو گئے ہیں۔مسجد اور اس سے ملحق علاقہ جہاں کبھی پینے کا پانی میسر نہیں ہوتا تھا اور استعمال کے لیے بارش کا پانی جمع کرنا پڑتا تھا اب وہاں سڈنی کا سب سے بڑا بزنس پارک بن گیا ہے۔ بیسیوں احمدی خاندان مسجد سے چند کلومیٹر کے دائرے میں آباد ہیں۔ سارا سال مسجد میں پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی، نمازِ جمعہ، مختلف جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے پروگرامز کی وجہ سے رونق رہتی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

مسجد بیت الہدیٰ کی عمارت

مسجد کی دومنزلہ عمارت دو بڑے ہالز پر مشتمل ہے جن میں تقریباً 700 کے قریب نمازیوں کی گنجائش ہے۔ زیریں ہال سے ملحق مکرم امیر صاحب، نائب امراء اور جنرل سیکرٹری کے دفاتر ہیں جبکہ ہال کے بائیں جانب ایک چھوٹا کچن اور لائبریری ہے۔مسجد کی بالائی منزل پر مین ہال کے علاوہ ایم۔ٹی۔اے سٹوڈیو ہے جبکہ ایک دوسرے کمرہ میں جماعت احمدیہ کے تعارف، حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دنیا میں امن کی کوششوں، جماعت آسٹریلیا کی تاریخ اور مختلف مساعی پر مشتمل ایک نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ حصہ میٹنگ روم کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔

مشن ہاؤس

مسجد بیت الہدیٰ سے ملحق مشن ہاؤس ہے جو چار کمروں کی ایک منزلہ

عمارت پر مشتمل ہے۔ یہ مشن ہاؤس اس لحاظ سے قابلِ ذکر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورۂ آسٹریلیا کے دوران اس مشن ہاؤس میں قیام کیا۔اس مشن ہاؤس میں مکرم شکیل احمد منیر صاحب مرحوم (امیر و مشینری انچارج جماعت آسٹریلیا 1985-1991ء) اور مکرم محمود احمد شاہد صاحب مرحوم (امیر و مشینری انچارج جماعت آسٹریلیا 1991-2014ء) رہائش پذیر رہے اور اب مکرم انعام الحق کوثر صاحب (امیر و مشینری انچارج جماعت آسٹریلیا 2014ء تا حال) رہائش پذیر ہیں۔

مقبرہ موصیان

مسجد بیت الہدیٰ سے ملحق مقبرہ موصیان ہے جس میں سب سے پہلے مدفون مکرم شمس الدین صاحب مرحوم ہیں جو جماعت آسٹریلیا کے پہلے نائب صدر رہتے۔ آپ ان چند خوش نصیب بزرگوں میں شامل ہیں جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آسٹریلیا میں جماعت کے قیام کے لیے کوشش کرنے

کی ہدایت فرمائی تھی۔ اس مقبرہ موصیان میں چالیس کے قریب مرحومین مدفون ہیں جن میں جماعت آسٹریلیا کے پہلے صدر مکرم اعجاز الحق صاحب مرحوم، مکرم محمود احمد شاہد صاحب مرحوم (صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ امیر و مشینری انچارج جماعت آسٹریلیا)، مکرم عبد الرشید رازی صاحب مرحوم مبلغِ سلسلہ، مکرم راجہ خورشید احمد منیر صاحب مرحوم مبلغِ سلسلہ اور مکرم خالد سیف اللہ خان صاحب مرحوم (نائب امیر جماعت آسٹریلیا) وغیرہ شامل ہیں۔

حسن موسیٰ خان لائبریری

مسجد بیت الہدیٰ میں چار ہزار سے زائد کتب پر مشتمل ایک لائبریری ہے جس میں جماعتی لٹریچر کے علاوہ تفسیر قرآن، احادیث، فقہ اور دیگر کئی موضوعات پر کتب کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ 2006ء میں، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے، اپنے دورۂ آسٹریلیا کے دوران ازراہِ شفقت لائبریری کا دورہ کیا اور اس کا نام برِاعظم آسٹریلیا کے پہلے احمدی حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحبؓ کے نام پر ’’حسن موسیٰ خان لائبریری‘‘ رکھا۔ اس کے علاوہ جماعت کا اپنا بُک سٹور بھی ہے۔ لائبریری کے ایک حصہ میں قرآنِ کریم کی نمائش کا بھی انتظام کیا گیا ہے جس میں چالیس سے زائد قرآنِ کریم کے تراجم رکھے گئے ہیں۔

صد سالہ خلافت جوبلی ہال

1990ء اور 2000ء کی دہائی میں جماعت کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہوا جس کے نتیجہ میں جماعتی ضروریات کے پیشِ نظر ایک الگ ہال تعمیر کرنے کا منصوبہ زیرِغور آیا۔ اس ہال کا نام 2008ء میں خلافت احمدیہ کے سو سال پورا ہونے کے حوالہ سے ’’صد سالہ خلافت جوبلی ہال‘‘ رکھا گیا۔ 2006ء میں، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے، اپنے دورۂ آسٹریلیا کے دوران خلافت ہال کا سنگِ بنیاد رکھا اور اپنے دوسرے دورۂ آسٹریلیا 2013ء کے موقع پر اس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔

’’صد سالہ خلافت جوبلی ہال‘‘ ایک بڑے ہال پر مشتمل ہے جس میں 700 سے زائد افراد کی نماز پڑھنے کی گنجائش موجود ہے۔ اس کے علاوہ اس میں پروفیشنل کچن بنایا گیا ہے، مہمانوں کے لیے چند گیسٹ رومز، دفاتر مجلس انصار اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ آسٹریلیا اور بعض جماعتی دفاتر بھی خلافت ہال میں موجود ہیں۔

مسرور گیسٹ ہاؤس

مسجد بیت الہدیٰ کے احاطہ میں مشن ہاؤس کے قریب ’’مسرور گیسٹ ہاؤس‘‘ کی تعمیر آئندہ کچھ عرصہ میں شروع ہو جائیگی۔ ان شاء اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2013ء میں، اپنے دورۂ آسٹریلیا کے دوران اس گیسٹ ہاؤس کا سنگِ بنیاد رکھا لیکن منظوری کے لیے کونسل کی طرف سے بعض شرائط کی وجہ سے یہ منصوبہ زیرِ التوا رہا۔ الحمد للہ! اب اس منصوبہ کے ایک حصہ کی منظوری مل گئی ہے جس میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہائش گاہ کی تعمیر بھی شامل ہے اور امید ہے، ان شاء اللہ جلد اس کی تعمیر شروع ہو جائیگی۔ اس منصوبہ میں آٹھ یونٹس کی تعمیر شامل ہے جس سے حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی ضروریات کو پورا کیا جاسکے گا۔

مسرور پرنٹنگ پریس

جلسہ سالانہ 2016ء کے موقع پر مکرم انعام الحق کوثر صاحب امیر و مشینری انچارج جماعت آسٹریلیا نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ چاہتے ہیں کہ جماعت آسٹریلیا کا اپنا پرنٹنگ پریس ہو جس پر احبابِ جماعت نے لبّیك کہا اور اس مدّ میں عطیات پیش کیے۔جس کے نتیجہ میں، الحمد للہ، جماعت آسٹریلیا کو اپنا پرنٹنگ پریس بنانے کی توفیق ملی۔ یہ پریس اُس ابتدائی شیڈ کی مرمت اور تزئین کر کے بنایا گیا ہے جو مسجد کی تعمیر سے قبل مختلف جماعتی پروگرامز کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ بعد ازاں یہ شڈ گیسٹ رومز کے طور پر بھی استعمال ہوتا رہا۔مسرور پرنٹنگ پریس میں تین بڑی مشینیں ہیں ایک inkjet (زیادہ تعداد میں بروشرز اور پمفلٹس

پرنٹ کرنے کے لیے) دوسری Laser پرنٹ مشین اور تیسری Large Format Printing کیلئے ہے جس پر بینرز اور پوسٹرز پرنٹ کیے جاتے ہیں۔ جماعت آسٹریلیا کی خواہش پر حضورِ انور نے اس پریس کا نام ’’مسرور پرنٹنگ پریس‘‘ رکھنے کی منظوری عطا فرمائی۔

مسجد بیت الہدیٰ کی تزئین و گلشنِ مسرور

مکرم انعام الحق کوثر صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت آسٹریلیا کی زیرِ نگرانی گزشتہ چند برسوں میں مسجد بیت الہدیٰ کی تزئین کا غیر معمولی کام ہوا ہے۔ مسجد کے ارد گرد مختلف انواع و اقسام کے پھول اور پودے لگائے گئے ہیں اور ایک حصہ میں خصوصیت کے ساتھ مختلف پھلدار درخت اور پھول لگائے گئے ہیں جسے ’’گلشنِ مسرور‘‘ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ مسجد کے ارد گرد فٹ پاتھ کو چوڑا کیا گیا ہے۔ مسجد کے ایک طرف فٹ بال گراؤنڈ اور دوسری طرف کرکٹ گراؤنڈ بنایا گیا ہے۔ اسی طرح خلافت ہال میں بیڈمنٹن کورٹ اور ٹیبل ٹینس وغیرہ کی سہولت بھی میسر کی گئی ہے جبکہ باسکٹ بال کورٹ کا منصوبہ زیرِ غور ہے۔ سٹوریج کے شیڈ کو وسعت دی گئی ہے۔ لائبریری کو از سرِ نو منظم کیا گیا ہے۔ مسجد کے بالائی حصہ میں میٹنگ و نمائش کے کمرہ کے علاوہ دفاتر اور کچن تعمیر کیے گئے ہیں جبکہ خلافت ہال کے بالائی حصہ کی تعمیرِ نو کے نتیجہ میں مجلس انصار اللہ کے آفس کو وسعت دی گئی ہے اور دیگر جماعتی دفاتر اور کچن بھی بنایا گیا ہے۔ مقبرہ موصیان کی خوش نمائی کے لیے اس کے گرد باڑ لگائی گئی ہے، فٹ پاتھ بنائے گئے ہیں اور پودے اور پھول لگائے گئے ہیں۔ اسی طرح مسجد کے داخلی گیٹ کے ساتھ ایک باغیچہ لگایا گیا ہے اور راستہ بھر میں سَرو کے درخت لگائے گئے ہیں۔

مسجد بیت الہدیٰ میں منعقد ہونے والے چند پروگرامز کا تذکرہ

جماعتی تعلیمی و تربیتی پروگرامز، میٹنگز، جلسہ سالانہ، اجتماعات مجالس خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے علاوہ مسجد بیت الہدیٰ میں باقاعدگی کے ساتھ آسٹریلیا ڈے، کلین۔اپ آسٹریلیا، ریڈ کراس، شجرکاری، بلڈ ڈونیشن، پیس سمپوزیم، انٹر فیتھ و دیگر پروگرامز منعقد کیے جاتے ہیں۔جن میں مختلف طبقہ ہائے فکر اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد شرکت کرتے ہیں اور خدمتِ انسانیت اور معاشرے میں امن کے قیام کے لیے جماعت کی کوششوں کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔سکول، کالجز اور یونیورسٹیز کے وفود مسجد میں آتے اور اسلام کے بارہ میں سیکھتے ہیں۔گزشتہ برس کوڈ کے دوران مسجد بیت الہدیٰ کے گراؤنڈ پر ویکسینیشن سنٹر قائم کیا گیا جو ایک سال سے زائد عرصہ تک چلتا رہا۔ کرونا کے دوران مسجد میں کھانا پکا کر ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت لوکل پولیس اور کونسل کے تعاون سے ضرورت مندوں تک پہنچایا گیا۔ اسی طرح سڈنی میں سیلاب کے دوران مسجد بیت الہدیٰ کے ہال کو بطور Evacuation Centre استعمال کرنے کی بھی پیشکش کی گئی۔ لوکل کیمونٹی، کونسل اور گورنمنٹ کے مختلف ادارے جماعت احمدیہ کے ان اقدام کو بے حد سراہتے اور ذکر کرتے ہیں۔مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے وفود، سپورٹس اور دیگر پروگرامز کے لیے بھی مسجد میں تشریف لاتے رہتے ہیں۔

جماعت احمدیہ آسٹریلیا اور مسجد بیت الہدیٰ امن، بھائی چارے اور سلامتی کی علمبردار
(غیر از جماعت مہمانوں کے تاثرات)

2019ء میں مسجد بیت الہدیٰ کی تعمیر کے تیس سال مکمل ہونے پر ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں ممبرز آف پارلیمنٹ، کمیونٹی لیڈرز اور ایک بڑی تعداد میں غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی اس موقع پر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے بلیک ٹاؤن کے میئر Mr. Tony Bleasdale نے کہا ’’احمدیہ مسلم کمیونٹی نے بلیک ٹاؤن سٹی کی سماجی ترقی اور مذہبی ہم آہنگی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ آپ کے لوگ ہر سال شجرکاری، خون کے عطیات، ریڈ کراس چندہ مہم اور کلین اپ آسٹریلیا جیسے پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں جو قابلِ ستائش اور قابلِ تحسین عمل ہے۔‘‘

آسٹریلیا کے سب سے لمبا عرصہ وفاقی پارلیمنٹ میں خدمت کرنے والے سابق امیگریشن منسٹر و اٹارنی جنرل Hon. Phillip Ruddock (MP) نے حاضرین سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا ’’آپ کی جماعت اپنوں سے زیادہ غیروں کی خدمت کا جذبہ رکھتی ہے آسٹریلیا کے لوگوں کی مشکلات مثلاً سیلاب، بُش فائرز اور دیگر آفات میں مالی قربانی میں پیش پیش ہوتی ہے۔ مجھے آپ کے آسٹریلین ہونے پر انتہائی فخر ہے۔ جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی رنگارنگ ثقافت میں ضم ہونے کی ایک اعلیٰ ترین مثال ہے۔‘‘

ایک اور وفاقی ممبر آف پارلیمنٹ Hon. Michelle Rowland نے اپنے خطاب میں کہا ’’گزشتہ تین دہائیوں سے جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے بارہ میں ہمارا یہ مشاہدہ ہے کہ وہ اپنی مسجد کی تعمیر کے مقاصد، یعنی ہر ایک کی مہمانوازی، مذہبی ہم آہنگی اور وطن کے ساتھ محبت، میں کلیدی کردار ادا کرتے ہوئے مسلسل آگے بڑھتی جا رہی ہے۔ جس کی چند مثالیں کلین اپ آسٹریلیا، ریڈ کراس، عطیاتِ خون اور فلاحی کاموں کے لیے فنڈز اکٹھا کرنا وغیرہ ہیں۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آسٹریلیا زندہ باد تو ہم ساتھ یہ نعرہ بھی لگاتے ہیں کہ احمدیت زندہ باد۔‘‘

ایک ممبر پارلیمنٹ Hon.Mr Kevin Conolly MP نے نیو ساؤتھ ویلز کی پارلیمنٹ میں 22 جون 2016ء کو مسجد بیت الہدیٰ میں منعقد ہونے والے پیس سمپوزیم کے حوالہ سے تقریر کرتے ہوئے کہا:

“One of the mottoes of the Australian Ahmadiyya Muslim Association is “Love for all; hatred for none”. They reinforce that at every opportunity. A significant motto of theirs is “Love of one’s country is part of faith”. The Ahmadiyya teach that, wherever they find themselves around the world, they should be good, loyal citizens of the country that has given them a home. They have been active participants in our community in a number of ways. They win prizes year after year for their involvement in Clean Up Australia Day. They have raised funds for bushfire victims in the Blue Mountains and people affected by floods in Brisbane. They also support people overseas who have been affected by calamity. The Ahmadiyya certainly contribute for the good of their local communities and the community more broadly.”

(https://www.parliament.nsw.gov.au/Hansard/Pages/HansardResult.aspx#/docid/HANSARD-1323879322-90715)

اسی طرح میڈیا میں بھی مسجد بیت الہدیٰ میں ہونے والے پروگرامز کے بارہ میں باقاعدگی کے ساتھ خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں جن میں جماعت کی امن، بھائی چارے اور خدمتِ انسانیت کی کاوشوں کو سراہا جاتا ہے۔

مسجد بیت الہدیٰ، جماعت آسٹریلیا کی مرکزی مسجد ہے جو نیشنل ہیڈ کوارٹر کا کردار بھی ادا کرتی ہے۔ یہ مسجد، جماعت آسٹریلیا پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کی پہلی چھینٹ ہے جس کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمتیں، فضل اور برکات اس تواتر سے نازل ہوئے، جن کا شمار ممکن نہیں۔ اس مسجد کے قیام کے بعد، اب آسٹریلیا کے دیگر شہروں میلبورن، برسبن، ایڈیلیڈ اور پرتھ میں بھی جماعتی مساجد بن چکی ہیں جبکہ آسٹریلیا کے دارالحکومت کینبرا میں مسجد بنانے کی منظوری مل چکی ہے اور جلد ہی ان شاء اللہ اس پر بھی کام شروع ہو جائیگا۔

خاکسار، اپنے مضمون کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ ذیل الفاظ پر ختم کرتا ہے جو حضورِ انور نے 2013ء میں، اپنے دورۂ آسٹریلیا کے دوران مسجد بیت المسرور (برسبن) کے افتتاح کے موقع پر دوران خطبہ جمعہ ارشاد فرمائے، آپ نے فرمایا:

’’اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس مسجد کے بننے سے یہاں رہنے والے احمدیوں کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ انہوں نے اس مسجد کو آباد بھی کرنا ہے اور اس مسجد میں اس زینت کو لے کر آنا ہے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں زینت ہے۔ یہ بھی ذمہ داری ہے آپ کی اور ایک دوسرے کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں۔ یہ بھی ذمہ داری ہے آپ کی اور علاقے میں حقیقی اسلام کا پیغام بھی پہنچانا ہے۔ یہ بھی ذمہ داری ہے آپ کی۔ اگر یہ حق ادا کرتے رہیں گے تو امید ہے آپ کی مسجد کی تعمیر کے لئے کی گئی مالی قربانیاں اور وقت کی قربانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں یقیناً مقبول ہوں گی اور اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو اور اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر کے نظارے آپ دیکھنے والے ہوں گے۔ پس اس سوچ کے ساتھ اس مسجد میں آئیں اور اُسے آباد رکھیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ عبادت کے جذبے سے صبح شام مسجد میں آنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں مہمان نوازی ہوتی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب فضل من غدا الی المسجد ومن راح حدیث 662)

اور پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک کا جو درمیانی فاصلہ ہے ایک مومن کے لئے اگر وہ خالص توجہ اللہ تعالیٰ کے لئے رکھتا ہے تو اسی طرح ہے جس طرح سرحد کی حفاظت کے انتظامات کر رہا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل اسباغ الوضوء علی المکارہ حدیث 587)

شیطان سے حفاظت میں رہتا ہے اور جب اگلی نماز کے لئے مسجد میں داخل ہوتا ہے تو پھر لباسِ تقویٰ کے ساتھ جاتا ہے جو بہترین زینت ہے۔ پس اس مادی دنیا میں یہ معیار قائم کرنا ایک احمدی کی ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کو ہم میں سے ہر ایک کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جب یہ حقیقت ہم سمجھ لیں گے، اپنی عبادتوں کی حفاظت کرنے والے ہوں گے، اس زینت کے ساتھ مسجدوں میں جائیں گے جو خدا تعالیٰ کو پسند ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو پہلے سے بڑھ کر ان شاء اللہ تعالیٰ حاصل کرتے چلے جائیں گے۔‘‘

اللہ کرے کہ ہم اپنی ذمہ داریاں اور مساجد کے حقوق ادا کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں۔ آمین

شفیق الرحمٰن ۔ نمائندہ الفضل آن لائن نیوزی لینڈ

نیوزی لینڈ کی پہلی مسجد، مسجد بیت المقیت، آکلینڈ

نیوزی لینڈ کا ملک دنیا کا ایک کنارہ شمار کیا جاتا ہے۔ اس ملک میں جماعت کا باقاعدہ قیام مئی 1987ء میں عمل میں آیا تھا۔ آغاز سے ہی مرکز کی ہدایت پر جماعتی مرکز کے لئے زمین یا عمارت کی تلاش کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ اس دوران جماعتی انتظامیہ نے احباب جماعت سے اس غرض سے مالی عطیات بھی اکھٹے کرنے شروع کر دیئے تا کہ بوقت ضرورت سہولت رہے۔ اس سلسلہ میں بعض احمدیوں نے بڑے اخلاص کا مظاہرہ کیا۔ ایک مخیر احمدی جن کا شمار فجی کے ابتدائی احمدیوں میں ہوتا ہے نے نہ صرف جگہ کی تلاش میں غیر معمولی سعی کی توفیق پائی بلکہ اپنی وفات سے قبل ایک خطیر رقم مرکز میں امانتاً جمع کروادی کہ جب بھی جماعت نیوزی لینڈ کو اپنے مشن ہاؤس کے لئے جگہ مل جائے اس کی خرید کے لئے ان کے عطیہ کو بھی شامل کرلیا جائے۔ جماعتی مرکز کے لئے زمین یا عمارت کی تلاش کا سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہا یہاں تک کہ 1999ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو اپنے مشن ہاؤس کے لئے ایک مناسب پراپرٹی مل گئی جس کی خرید میں اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر سہولت کا انتظام فرمایا۔ آکلینڈ شہر کے ایک مضافاتی علاقہ وِری میں واقع اس پراپرٹی کا کل رقبہ ڈیڑھ ایکڑ سے زائد ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مرکز کا نام بیت المقیت عطافرمایا۔

خرید کے وقت ہی اس پراپرٹی میں ایک بڑا ہال موجود تھا جس کو نماز کے لئے استعمال کیا جانے لگا۔ 2001ء میں اس ہال کی شرقی جانب لجنہ ہال کیلئے توسیع اور اس کی بالائی منزل پر مشینری کوارٹرز کی تعمیر کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس کی تکمیل 2003ء میں ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلی مرتبہ مؤرخہ 4 - 8 مئی 2006ء کو نیوزی لینڈ کا دورہ فرمایا۔ اس دورہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مذکورہ بالا ہال میں نمازوں کی امامت کروائی۔ حضور انور نے اس دورہ کے موقع پر جماعت نیوزی لینڈ کو مسجد تعمیر کرنے کی ہدایت بھی فرمائی۔ چنانچہ حضور انور کی ہدایت کے مطابق مسجد کی تعمیر کے لئے ایک کمیٹی کا قیام عمل میں آیا اور اس کے لئے ابتدائی منصوبہ بندی کا آغاز ہوگیا۔ بعدازاں جماعت نیوزی لینڈ کی طرف سے بھجوائی گئی مختلف تجاویز پر حضور انور نے اسی مرکز کے احاطہ میں باقاعدہ میناروں والی مسجد تعمیر کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اس ارشاد کی تعمیل میں جماعت نے چالیس سے زائد آرکیٹیکٹس کو مسجد کا ڈیزائن جمع کروانے کے لئے مدعو کیا۔ موصول ہونے والے ڈیزائن اور نقشوں کا جائزہ لینے کے بعد تین ڈیزائین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں منظوری کے لئے بھجوائے گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے آرکیٹیکٹس کے ڈیزائن کو تعمیر کے لئے منظور فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے پیارے مسیح محمدی علیہ السلام کی جماعت کے ساتھ پیار اور لطف کے سلوک کے غیر معمولی نظارے ہمیں ہر روز نظر آتے ہیں۔ خاص طور پر جب بھی جماعت کو کسی قسم کے چیلنجز اور مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ نیوزی لینڈ کی جماعت اس مسجد کی تعمیر کے وقت چند سو نفوس پر مشتمل تھی اور اس کے لئے یہ ایک بہت بڑا پراجیکٹ تھا جس کے لئے فنڈز کی فراہمی ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ تاہم چونکہ خدا تعالیٰ کے پیارے خلیفہ نے اس مسجد کی تعمیر کا ارشاد فرمایا تھا اس لئے ہر مرحلہ بآسانی طے ہوگیا۔ جولائی 2012ء میں اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ سنگ بنیاد کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت دارالمسیح قادیان کی ایک اینٹ دعا کر کے عنایت فرمائی تھی۔ نقشہ کے مطابق اس دومنزلہ مسجد کی تعمیر تقریباً ایک سال کے عرصہ میں پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی اور وہ انتہائی مبارک اور سعید دن بھی جلد طلوع ہوگیا جب ہمارے پیارے امام خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ یکم نومبر 2013ء کو اپنے دورہ نیوزی لینڈ کے دوران اس مسجد کا افتتاح فرمایا اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ ساری دنیا میں نشر ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ’’آج اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کو باقاعدہ اپنی مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے لئے یہ مسجد ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔ نیوزی لینڈ کی جماعت چھوٹی سی جماعت ہے۔ کُل چارسو افراد چھوٹے بڑے ملا کر ہیں۔ لیکن مسجد اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی اچھی اور خوبصورت بنائی ہے اور جماعت کی موجودہ تعداد سے زیادہ کی گنجائش اس میں ہے۔ اللہ کرے کہ یہ جلد اپنی گنجائش سے بھی باہر نکلنا شروع ہو جائے۔ بہت سے کام کرنے والوں نے دن رات بڑی محنت سے کام کیا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ بہت سا کام بعض افرادِ جماعت نے بغیر اس بات کی پرواہ کئے کہ دن ہے یا رات، بڑی لگن اور بڑے جذبے سے یہاں خدمت کی ہے اور یوں جیسا کہ ہماری روایت ہے، خود کام کر کے اخراجات کی بچت بھی کی ہے۔ اس مسجد پر مسجد، ہال اور دوسری چیزیں ملا کے کُل ساڑھے تین ملین کے قریب خرچ ہوا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم نومبر 2013ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دومنزلہ مسجد نیوزی لینڈ میں باقاعدہ مسجد کے طور پر تعمیر ہونے والی مساجد میں سب سے بڑی ہے جس میں سات سو افراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے اور اگر پرانے ہال کو بھی شامل کیا جائے تو دونوں عمارتوں میں ایک ہزار افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس مسجد کا نام حضور انور نے مسجد بیت المقیت عطا فرمایا۔ مسجد کی پہلی منزل لجنہ کے لئے ہے، جبکہ اوپر والی منزل مردوں کے لئے ہے۔ مسجد کا نیچے والا اور اوپر والا ہال ایک ہی سائز کا ہے۔ ہر ہال کا رقبہ 239 مربع میٹر ہے جبکہ دونوں منزلوں پر الگ الگ وضو وغیرہ کی سہولیات ہیں۔ نیچے والی منزل پر چھوٹے بچوں اور ان کی ماؤں کے لئے ایک الگ بڑا کمرہ ہے جبکہ اوپر والی منزل پر ایک آڈیو وڈیو روم اور کانفرنس روم ہے۔ مسجد کا اٹھارہ میٹر بلند مینار دور سے نظر آتا ہے۔ اسی طرح آٹھ میٹر قطر کا گنبد بھی دیکھنے والوں کے لئے پر کشش نظارہ پیش کرتا ہے۔ یہ مسجد اگرچہ ایک صنعتی علاقہ میں واقع ہے لیکن اس لحاظ سے بہت اچھی ہے کہ ریلوے اسٹیشن اور شہر کی دو بڑی موٹرویز اس سے چند منٹ کی دُوری پر واقع ہیں۔ مسجد کے احاطہ میں پارکنگ کے لئے ایک سو سات کاروں کی پارکنگ کی گنجائش ہے۔

مسجد کے افتتاح کی خبر نیوزی لینڈ کے نیشنل ٹی وی نے حضور انور ایدہ اللہ کے مختصر انٹرویو کے ساتھ نشر کی۔ اسی طرح بعض اخبارات نے بھی اس کا ذکر کیا۔ مورخہ 2 نومبر 2013ء، بروز ہفتہ ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی جو کہ مسجد کے افتتاح اور قرآن کریم کے ماؤری ترجمہ کی اشاعت کے حوالہ سے رکھی گئی تھی۔ اس تقریب میں حکومتی وزراء، اراکین پارلیمنٹ، ماؤری بادشاہ اور کئی دیگر عمائدین اور معزز مہمانوں نے شرکت کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تقریب کے موقع پر حاضرین سے خطاب فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مسجد کی تعمیر کے لئے مالی قربانی اور دیگر خدمات بجالانے والوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا جماعت کی روایت

ہے، افرادِ جماعت نے بڑی بڑھ چڑھ کر قربانیاں دی ہیں۔ خواتین نے اپنے زیور پیش کئے، بچوں نے اپنی جمع کی ہوئی جیب خرچ کی رقم پیش کی، مسجد فنڈ میں دی اور پھر یہ کہتے ہیں کہ دو موقع ایسے آئے، مہینے کے آخر میں جماعت کے اکاؤنٹ میں رقم نہیں ہوتی تھی اور کنٹریکٹر کو ادائیگی کرنی تھی تو نیشنل عاملہ اور ذیلی تنظیموں اور دوسرے افراد نے، فوری طور پر لاکھ ڈالر یا ان سے بھی اوپر ڈالر جمع کر کے ادا کر دیئے۔ بعض افراد نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ایک لاکھ ڈالر سے اوپر قربانیاں پیش کیں۔ اس کے علاوہ حسبِ توفیق ہر ایک نے اپنی اپنی بساط کے مطابق قربانیاں دیں۔ غیر معمولی قربانیوں کی توفیق ملی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا جماعت بہت چھوٹی سی ہے اور خرچ بہت زیادہ ہوا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ اُن سب کو جنہوں نے یہ قربانیاں دی ہیں اور جنہوں نے وقارِ عمل کئے ہیں، قربانیاں مالی طور پر نہیں دے سکے، وقت کی قربانی دی۔ اُن سب کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔ ان کے اخلاص و وفا کو بڑھاتا چلا جائے۔ ان کی نسلوں کو بھی احمدیت سے ہمیشہ جوڑے رکھے اور ایمان اور ایقان میں بڑھاتا چلا جائے۔ نمازوں کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ مسجد میں آ کر مسجد کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اپنے گھروں کو بھی ذکرِ الٰہی سے بھرنے والے ہوں۔ حقوق العباد کے جذبے سے پُر ہوں۔ حقیقی اسلام کے پیغام کو پھیلانے کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم نومبر 2013ء)

اللہ تعالیٰ حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کو جماعت نیوزی لینڈ کے ہر فرد کے حق میں پورا فرمائے۔ آمِیْن اَللّٰھُمَّ آمِیْن

دعا کا تحفہ

صبح کی دعا نمبر 3

خادمِ رسولؐ حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص روزانہ صبح کے وقت یہ دُعا پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے اُس دن کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اگر رات کو یہ دُعا پڑھی جائے تو اُس رات کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے اور اُسے آگ سے آزاد کر دیتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَصْبَحْنَا نُشْهِدُكَ وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَاءِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ

(ابو داؤد الادب)

ترجمہ: اے اللہ! ہم نے صبح کی، ہم تجھے اور تیرے عرش کو اٹھانے والوں اور تیرے فرشتوں اور تیری مخلوق کو گواہ ٹھہراتے ہیں کہ تو ہی وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں تو ایک ہے، تیرے ساتھ کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں۔

نوٹ: شام کے وقت یہی دُعا پہلے فقرے میں اَللّٰھُمَّ اَصْبَحْنَا کے بجائے اَللّٰھُمَّ اَمْسَیْنَا (یعنی اے اللہ! ہم نے شام کی) کی تبدیلی کے ساتھ پڑھی جائے گی۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 111)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

طارق رشید۔ نمائندہ الفضل آن لائن فجی

دنیا کے کنارے

جزائر فجی میں پہلی مساجد کا قیام

جزائر فجی دنیا کے کنارے پر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام سید نا حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق 1925ء میں ایک تاجر چوہدری عبد الحکیم صاحب کے ذریعہ پہنچا جس کے بعد اس روشنی کو حاصل کرنے کے لئے یہاں سے حاجی رمضان خان صاحب کی ایک فیملی نے 22 اگست 1959ء کو سید نا حضرت مُصلح موعودؓ کے ہاتھ پر ربوہ میں بیعت کرنے کی توفیق پائی اور پھر ان کی تعلیم و تربیت کے لئے حضورؓ پُر نور نے 12 اکتوبر 1960ء میں از راہ شفقت مکرم و مولانا شیخ عبد الواحد فاضل صاحب کو بطور پہلے مبلغ فجی بھجوایا جنہوں نے آتے ہی 1961ء میں جماعت کو رجسٹر کروایا اور جماعت کی تربیت اور ترقی کے لئے پورے زور شور سے قیام مسجد کی طرف توجہ دی۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہ جزائر فجی کے 4 بڑے جزیروں میں اسلام احمدیت کی 11جماعتیں قائم ہیں جن میں سے بفضل تعالیٰ 10 جماعتوں میں مساجد اور مشن ہاؤسز تعمیر ہو چکے ہیں اور ہر ایک کی ایک تاریخ ہے۔لیکن سر دست قارئین کی خدمت میں ہر جزیرے پر جماعت کے قیام اور پھر اس میں پہلی مسجد کی تعمیر کی تاریخ پیش کرنا مقصود ہے۔

جزائر فجی میں پہلے نماز سینٹر اور مرکز کا قیام

فجی کا سب سے بڑا جزیرہ (ویتی لیوو) جس کو ویسٹرن ریجن کے نام سے بھی لکھا اور بولا جاتا ہے اور اس کا شہر صووا جو اس کا دارالحکومت بھی o ہے اسی جزیرہ میں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے 1961ء میں ایک ہی دن یہاں 12 بیعتیں عطاء فرمائیں اور ایک پُر جوش اور مُخلص جماعت نے اسی شہر کے علاقہ (سامابولا) کی 82 راتو مارا مین شاہراہ پر ایک مکان کرائے پر لیکر باقاعدہ ایک نماز سینٹر بطور مرکز قائم کر دیا،الحمدُللّٰہ کہ اسی مرکز میں دسمبر 1962ء میں فجی کے احمدیوں نے اپنا پہلا جلسہ سالانہ بھی منعقد کیا جس میں 125 احباب نے شمولیت اختیار کی۔اگلے ہی سال عید الفطر کے موقع پر محترم شیخ صاحب نے جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھ کر سید نا حضرت مسیح موعودؑ کے الہام (وَسِّعْ مَکَانَکَ) کا حوالہ دیتے ہوئے احباب جماعت کو تحریک کی کہ ہمیں جلد اسی شہر صووا میں جماعتی مرکز کے لئے کوئی وسیع جگہ دیکھ کر اس کے خریدنے کا انتظام کرنا چاہیے،چنانچہ دوران تلاش معلوم ہوا کہ ساتھ والا پلاٹ مع مکان برائے فروخت ہے اور وہ قطعہ زمین جماعت کے مرکز اور مسجد کے لئے نہایت موزوں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ زمین عطاء بھی فرمائی اور پھر اس پر کچھ عرصہ بعد جماعت احمدیہ فجی کی مرکزی اور عالی شان مسجد بھی تعمیر ہوئی۔اسی دوران اللہ تعالیٰ نے فجی کے دوسرے جزیرہ ونوالیوو میں پیغام حق پہنچانے کی توفیق عطاء فرمائی اور فجی میں پہلی باقاعدہ مسجد کی تعمیر کے بھی سامان پیدا فرمائے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

دوسرے بڑے جزیرہ ونوالیوو میں مسجد مبارک کا قیام

جیسا کہ جزائر فجی نام سے ہی ظاہر ہے اس ملک کی آبادی سمندر میں زمین کے کئی پہاڑی ٹکڑوں (جزیروں) پر مشتمل ہے،اسی طرح فجی کے دوسرے بڑے جزیرہ (ونوالیوو) جس کو شمالی ریجن کہتے ہیں پر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے فجی جماعت کی رجسٹریشن کے بعد جلد ہی 1962ء میں ایک مُخلص دوست مکرم شہرت علی صاحب تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچا،چونکہ اس جزیرے میں کسان اور مزدور طبقہ سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی تعداد کافی ہے تو بات علاقے میں جلد ہی پھیلنے لگی اور یوں ان کی قبولیت احمدیت کے بعد مولانا شیخ عبد الواحد صاحب کے اس جزیرہ پر دورہ کے دوران ایک اور مُخلص دوست مولوی محمد صاحب عرف لال ٹوپی کو بھی بیعت کرنے کی توفیق ملی یہ صاحب پیشہ سے تو ٹیکسی ڈرائیور تھے لیکن بڑے قد آور باوقار اور مذہبی جوش رکھنے والے مولوی تھے ان کے اس جنون اور جذبہ نے بڑی تیزی سے اپنے حلقہ احباب میں اس پیغام حق کو پھیلانے میں مدد کی۔مخالفت بھی ہوئی اور کامیابیاں بھی ملیں اور یوں 1963ء میں ایک اور جوشیلے تاجر دوست حاجی رحیم بخش صاحب کو بھی مع فیملی کافی مذاکرات کے بعد احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔اس جزیرے پر جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد کے ساتھ مسجد بنانے کا پروگرام تو بنایا گیا لیکن جماعت کے مالی وسائل کمی کے پیش نظر فی الحال مسجد کے لئے زمین خریدنا مشکل تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا انتظام اس طرح فرمایا کہ ان دنوں حاجی صاحب کی اہلیہ اکثر بیمار رہتی تھیں۔مولانا عبد الواحد فاضل صاحب نے ان کے لئے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے معجزانہ شفاء عطاء فرمائی جس ی خوشی اور شکرانے کے طور پر حاجی رحیم بخش صاحب نے 1965ء کے آغاز میں اپنے گھر کے قریب ہی ایک ایکڑ زمین فری ہولڈ مسجد کے لئے جماعت کو تحفۃً پیش کر دی۔چونکہ مولانا صاحب ہمیشہ اس جزیرہ پر اپنے دورہ کے دوران احباب کو مسجد کے لئے زمین کی تلاش کا کہا کرتے تھے اس لیے جونہی حاجی صاحب نے وعدہ کیا تو فوری طور پر سید نا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت اقدس میں منظوری کے لئے لکھا گیا اور حضور نے بھی از راہ شفقت منظوری کے ساتھ ہی جزائر فجی میں جماعت احمدیہ کے قیام کے بعد تعمیر ہونے والے پہلے خُدا کے گھر کا نام بھی مسجد مبارک تجویز فرمایا۔جس کے مطابق نومبر 1965ء میں اس کی بنیاد رکھی گئی اور

فوری طور پر امام مہدیؑ کے ماننے والوں کی جماعت نے اولین کی سنت کو زندہ رکھتے ہوئے مدینہ کی مسجد نبوی کی یاد کو تازہ کر دیا۔ بڑے اخلاص، وفا اور اپنے مالی وسائل کے ساتھ وقارعمل کی روایت کو زندہ رکھتے ہوئے لکڑی کے سٹرکچر پر جلد ہی ایک مسجد دسمبر 1965ء میں بنا دی۔ اس مسجد کی تعمیر میں وقار عمل کے حوالہ سے جن بزرگوں نے حصہ لیا انہوں نے ذاتی طور پر خاکسار سے اس قربانی اور ہمت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ چونکہ اِس علاقہ میں ابھی تک زمینی پانی کو حاصل کر کے یعنی (بو ہول) کے ذریعہ استعمال کرنے میں مشکلات کا سامنا ہے، بلکہ ابھی تک کئی جگہوں پر ندی کا پانی بیلوں کے ذریعہ ڈرموں میں ٹائروں کے ساتھ گھسیٹے ہوئے لایا جاتا ہے۔ تو اُس وقت مسجد کی تعمیر کے لئے ہم نوجوان خدام نے 1 کلومیٹر دور ندی سے اپنے کندھوں پر بانس رکھ کر پانی کے 2 ٹین لٹکائے ہوتے اور اس پہاڑی ٹیلے پر اس کی بنیادوں اور فرش کے سیمنٹ کے لئے پانی پہنچایا۔جس میں 100 سے زائد نمازیوں کی گنجائش ہے اور اس کی تعمیر میں بھی بھاری رقم حاجی رحیم بخش صاحب نے اپنے خاندان کی طرف سے دی۔ چنانچہ 17 دسمبر 1965ء کو جمعۃ المبارک کے ساتھ باقاعدہ اس مسجد کا افتتاح فجی کے پہلے امیر و مشنری انچارج مولانا شیخ عبدلواحد فاضل صاحب نے کیا۔اس موقع پر فجی بھر سے احباب جماعت کے علاوہ دیگر مذاہب کے لوگ بھی شامل ہوئے۔ یوں یہ مسجد مبارک اس جزیرے پر برکت کا پہلا قطرہ ثابت ہوئی جو اس جزیرے کے وسط میں بمقام ولودا کی مین شاہراہ پر خوبصورت پہاڑ پر تعمیر ہے یہ علاقہ خوبصورت اور صاف ستھرے ماحول میں ایک وادی کا منظر پیش کرتا ہے۔

جہاں خُدا کے فضل سے مسجد کے بالکل سامنے سڑک کی دوسری طرف اب جماعت احمدیہ کا ایک پُختہ عمارت پر مشتمل سیکنڈری سکول بھی ہے جو اس ملک کے روشن مستقبل کے لئے بنی نوع انسان کی تعلیم اور خدمت میں مصروف ہے۔اس سکول کی 35 ایکڑ زمین کو خریدتے ہوئے بھی 5 ایکڑ فری ہولڈ زمین بھی حاجی صاحب کے خاندان نے تحفۃً دی تھی۔

جس کو سید نا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2006ء میں اپنے دورہ ٔفجی کے دوران وزٹ بھی کیا اور یہاں ایک استقبالیہ پروگرام کو رونق بھی بخشی اور اس علاقے کو بہت پسند فرمایا۔اسی مسجد مبارک میں نماز ظہر وعصر ادا کی حاجی صاحب کے گھر پر ہی ظہرانہ تناول فرمایا اور احباب جماعت کو فیملی ملاقات کا شرف بھی بخشا۔ یہ جماعت احمدیہ فجی کی پہلی مسجد ہے۔اس مسجد سے منسلک احاطے میں حاجی صاحب اور ان کی فیملی کا ایک قبرستان بھی ہے جہاں ان کی فیملی کے علاوہ اس جزیرے کے کچھ احمدی احباب بھی مدفون ہیں اور اسی میں ہمارے ایک پاکستانی مبلغ مولانا افضل ظفر صاحب کی فیملی کے 5 ممبران بھی مدفون ہیں جن کی وفات

1999ء میں ایک کشتی کے الٹنے کے حادثے سے ہوئی تھی انا للہ وانا الیہ راجعون اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کو اپنے ایک خطبہ جمعہ میں شہید قرار دیا ہے۔ 2006ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہاں اس قبرستان کا وزٹ کیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت بھی فرمائی۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

سب سے بڑے جزیرہ ویتی لیووی میں مسجد محمود کا قیام

یہ مسجد ویسٹرن ریجن کے علاقہ سیگاٹوکا کے ایک گاؤں مارو میں واقع ہے جو فجی کے انٹرنیشنل ائر پورٹ ناندی سے صووا کیپیٹل کی طرف 40 کلومیٹر کے فاصلے پر فجی کی مشہور بیچ (تتندولہ) کی طرف جانے والی مین شاہراہ پر تعمیر ہے۔ جو دنیا بھر سے فجی میں آنے والے تمام سیاحوں کو اپنے سفید گنبدوں کے ساتھ اسلام کا پیغام دیتی ہے۔

یہاں پر خُدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کا پیغام بھی ابتدائی دور میں پہنچا اور یہ ساری کی ساری جماعت 1960ء میں لاہوری احمدیوں سے تائب ہو کر خلافت احمدیہ کے سایہ میں آ گئی تھی اور یہاں کے صدر جماعت مکرم محمد ایوب خان صاحب کے گھر پر ہی پہلے لاہوری جماعت کا نماز سینٹر تھا اس لیے جونہی انہوں نے بیعت کی تو فوری طور پر احباب جماعت سے مل کر مسجد کے لئے زمین کی تلاش شروع کر دی اور بالآخر جلد ہی اللہ کے فضل سے ۱/۲ ایکڑ زمین مسجد کے لئے مل گیا۔ یہ مسجد فجی میں تعمیر ہونے والی دوسری اور اس جزیرے پر پہلی احمدیہ مسجد ہے جس کا سنگ بنیاد چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے اپنے دورہ فجی کے دوران 7 نومبر 1965ء بعد نماز عصر رکھا یہ دورہ خان صاحب کا فجی میں نجی دورہ تھا اور اسی دوران یہاں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کی افسوسناک خبر بھی ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، جس نے احباب کو اچانک بہت افسردہ کر دیا۔ چونکہ اس وقت یہاں بھی ابتدائی طور پر جماعت کی مالی حالت کافی کمزور تھی اس لیے صدر صاحب نے اپنی اور مزید چند احمدی دوستوں کی زمین گروی رکھ کر مسجد کے لئے تعمیری سامان قرض پر لیا اور مخلصین نے دن رات وقار عمل کر کے سب سے پہلے ندی سے ریت نکال نکال کر اس کی پختہ عمارت کے لئے خریدنے کی بجائے خود سیمنٹ کے بلاکس بنائے جس طرح خاکسار اوپر مسجد مبارک کی تعمیر میں گاؤں کے حوالے سے پانی کی مشکلات کا ذکر کر چکا ہے اسی طرح یہاں بھی یہی مسائل ہیں۔ چنانچہ اس گاؤں اور علاقے کے حالات کو دیکھتے ہوئے جماعت کے بزرگوں نے مشورہ کیا کہ چونکہ مسجد کی پختہ تعمیر میں بھی پانی کی بہت ضرورت ہے اور آئندہ بھی رہے گی اس لیے کیوں نہ مسجد کے نیچے پانی کا ٹینک تیار کر لیا جائے جو بارشوں کے دنوں میں بھرتا رہے گا اور ہمیشہ کے لئے مسجد میں پانی کی مشکلات ختم ہو جائیں گیں۔ یوں ممبران جماعت نے وقار عمل کرتے ہوئے اُنہیں بلاکس کے ذریعہ پہلے مسجد کے نصف حصہ کے نیچے کافی بڑا انڈر گراؤنڈ ٹینک بنایا اور پھر اس میں دن رات کام کر کے اسکو آہستہ آہستہ مکمل کیا اور اوپر مسجد کی تعمیر بھی جنوری 1968ء تک تیار ہو کر بن گئی جس کا باقاعدہ افتتاح عید الفطر کے موقع پر دردمندانہ دعاؤں کے ساتھ ہوا، اس موقع پر ایک بڑا جلسہ بھی کیا گیا جس میں احمدیوں کی کثیر تعداد شامل ہوئی جس کا ذکر رسالہ تحریک جدید ربوہ اپریل 1968ء کے شمارے میں بھی ملتا ہے اور اسی طرح اس مسجد کا ذکر تاریخ احمدیت کی جلد 19 کے صفحہ 263 میں بھی موجود ہے۔

مسجد محمود خُدا کے فضل سے اپنے اندر 150 سے زائد نمازیوں کی گنجائش رکھتی ہے اور اس کے ساتھ ہی منسلک ایک کمرے پر مشتمل مشن ہاؤس اور دوسرے میں ایک لائبریری بھی تعمیر ہے اور اس کے احاطے میں 2005ء میں ایک دینی وتربیتی پروگراموں کے لئے لجنہ ہال بھی پختہ عمارت پر مشتمل ایک لجنہ ہال بھی تعمیر کیا گیا جس کا افتتاح ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ فجی کے دوران فرمایا اور پھر اسی طرح مزید زمین خرید کر مقبرہ موصیان بھی بنادیا گیا ہے۔

دنیا کے کنارے جزیرہ تاویونی میں مسجد بیت الجامع کا قیام

یوں تو یہ جماعت احمدیہ فجی میں قائم ہونے والی آٹھویں مسجد ہے لیکن چونکہ تاویونی فجی کا تیسرا بڑا جزیرہ ہے جس کی آبادی ابھی 18 ہزار سے کچھ زائد ہے۔ جہاں جماعت کا قیام 1962ء میں ہوا اور تاریخی لحاظ سے بھی یہ وہ جزیرہ ہے جہاں سے ڈیٹ لائن گزرتی ہے جس کی وجہ سے یہ دنیا کنارہ کہلاتا ہے اور یہ نشان بھی ہماری احمدیہ مسجد سے صرف 5 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے اور یوں دنیا کو نظر آنے والا سورج سب سے پہلے اسی جزیرہ میں دیکھا جاتا ہے اسی لئے یہ جزیرہ ہمیشہ دنیا کے سیاحوں کا مرکز بنا رہتا ہے۔ یہاں 1962ء میں جب سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے الہام (میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا) کے تحت احمدیت کا پیغام پہنچا تو یہاں سب سے پہلے مومنین نے اپنی عبادت کے لئے ابتدائی احمدی مکرم شیر محمد صاحب کے گھر کے ساتھ ایک ٹین لکڑی کے کمرے کو ہی بطور نماز سینٹر بنائے رکھا اور اپنی نمازوں، جمعہ، عیدین کے علاوہ جماعتی نمائندگان کے ساتھ دیگر جماعتی پروگراموں کو بھی یہیں بجالاتے رہے اور اس کے ساتھ مسجد کے لئے جگہ کی تلاش بھی جاری رکھی۔ اس جزیرے کے مرکز میں جہاں اس کا شہر ہے ایک گھر اور اس کا مناسب رقبہ مسجد کے لئے ڈھونڈ کر اس کا سودا طے ہوا ہی تھا کہ ان کے فیملی اختلاف کی وجہ سے جماعت کو اس کا بیعانہ واپس لینا پڑا۔ لیکن الحمدُللہ کچھ ہی عرصہ بعد اسی جگہ چند قدم کے فاصلے پر سڑک کی دوسری جانب اللہ تعالیٰ نے 1990ء میں ایک پختہ عمارت کے ساتھ ایک چوتھائی ایکڑ رقبہ فری ہولڈ زمین شہر کی مین شاہراہ پر جماعت کو عطاء فرمائی اور یہ عمارت مولانا عبد العزیز شاہد صاحب امیر ومشنری انچارج صاحب کے وقت میں خرید کی گئی جس کی اطلاع فوری طور پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو دی گئی جس کا جواب پیارے آقا نے ان الفاظ کے ساتھ عنایت فرمایا۔

''تاویونی مقام پر مسجد کے لئے پلاٹ خریدنے کی بہت خوشی ہوئی۔ احباب جماعت نے اس پروجیکٹ کے لئے بڑھ چڑھ کر قربانی کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے نفوس واموال میں برکت دے اور دین ودنیا کی حسنات سے نوازے اور احسن جزاء عطاء کرے۔ ان تمام دوستوں کو جنہوں نے اس جہاد میں مالی قربانی کر کے شمولیت اختیار کی ہے فرداً فرداً السّلام علیکم کہیں۔''

(مکتوب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مورخہ 16 جولائی 1990ء)

اس احاطے میں وہ گھر مشن ہاؤس کے طور پر زیر استعمال ہے، 1997ء میں خاکسار کی یہاں پہلی تقرری ہوئی جس کے بعد خاکسار کی درخواست پر مسجد کے لئے 1998ء میں مکرم مولانا مبارک قمر صاحب امیر ومشنری انچارج فجی نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت اقدس میں لکھ کر منظوری حاصل کی ہی تھی کہ انہیں دنوں محکمہ موسمیات نے بتایا کہ جزائر فجی میں آتش فشاں پھٹنے والا ہے اور تاویونی آئی لینڈ اس کا مرکزی نقطہ ہے، جس کے باعث حضور کی منظوری سے اس میں کچھ تاخیر کی گئی۔ کیونکہ پہلے بھی جزیرہ تاویونی کا وجود آتش فشاں کے پھٹنے سے وجود میں آیا ہے اس کے نشانات اور وہ کالے پتھروں کے پہاڑ ابھی بھی دیکھنے میں ملتے ہیں وہ گرم پٹی ابھی بھی اس جزیرے کے نیچے سے گزرتی ہے۔ چنانچہ 9 جنوری 2002ء کو مولانا نعیم احمد محمود چیمہ امیر ومشنری انچارج فجی نے حضور پُرنور کی اجازت سے بہت دعاؤں کے ساتھ اس دنیا کے کنارے پر تاریخی اور پختہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جس میں خاکسار کو بھی حصہ لینے کی توفیق ملی۔ مسجد کی تعمیر کی ذمہ داری صووا کے ایک ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر محمد صادق حسین صاحب کو دی گئی جنہوں نے گھر سے دور رہ کر اپنے جذبہ خدمت اور تعمیری مہارت اور بڑی محنت کے ساتھ اس فرض کو بخوبی نبھایا اور اپریل 2002ء میں ایک خوبصورت سفید مناروں والی مسجد دنیا کے کنارے جزیرہ تاویونی کے مرکز میں تعمیر کر دی گئی جس میں 100 سے زائد نمازیوں کے لئے گنجائش ہے، یہاں اس جزیرے پر جماعت چند کسان گھروں پر مشتمل ہے لیکن ان کے جذبہ اور جوش نے اس وقت جو قربانی پیش کی وہ قابل تعریف ہے کہ ہر فیملی نے اپنی توفیق سے بڑھ کر قربانی کی، ایک فیملی ممبران نے اپنے انفرادی وعدہ کو پورا کرنے کے لئے کسی دکان پر کچھ اشیاء رکھ کر بیچی اور اس نیک کام میں حصہ لیا۔ اس کی تعمیر کے لئے نوالیوو ریجن کی جماعتوں سے احباب جماعت نے بھی آ کر کئی دن قیام کیا اور بنیادوں کی کھدائی میں پتھر توڑنے کے لئے وقار عمل کی روایت کو جاری رکھا۔ کیونکہ اس جزیرے پر آبادی بہت کم تھی اس لیے مشینری اور تعمیری سامان بڑی مشکل سے مہیا ہوتا اور کچھ سامان دوسرے جزیرہ ونوالیوو اور ویتی لیوو سے بحری جہاز کے ذریعہ بھی بھیجا جاتا تھا۔ چنانچہ مکرم ومحترم نواب منصور خان صاحب وکیل التبشیر ربوہ پاکستان اور مکرم مولانا محمود احمد شاہد صاحب امیر ومشنری انچارج آسٹریلیا نے اپنے دورہ فجی کے دوران 22 اپریل 2002ء کو اس تاریخی مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اس موقع پر فجی بھر سے 200 سے زائد ہوائی اور بحری سفر کر کے جماعت کے مخلص مرد اور خواتین نے معصوم بچوں کے ساتھ اس عظیم اور بابرکت تقریب میں شمولیت اختیار کی جس میں علاقے کے تمام مذاہب کے لیڈروں اور معزز شخصیات کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ چنانچہ اس موقع پر اس جزیرے کے سب سے بڑے چیف کی طرف سے اس کے بھائی نے شمولیت اختیار کی اور اس کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا جس میں اس جزیرے میں جماعت کی خدمات اور جماعت کے ماٹو (محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں) کو سراہا اور اس جزیرے میں مسجد کی تعمیر پر مبارکباد بھی دی۔ اس موقع پر اخباری نمائندگان بھی آئے جس کے بعد محترم نواب صاحب نے نماز ظہر وعصر باجماعت ادا کی۔

تمام قارئین سے درخواست دعا ہے کہ مولیٰ کریم اس مسجد کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے تجویز کردہ نام کے مطابق حقیقتاً نیک اور حق کی تلاش والوں کے لئے بیت الجامع بنا دے۔ آمین

جزیرہ رامبی میں بیت المہدی کا قیام

یہ جزیرہ رامبی فجی کا چوتھا بڑا جزیرہ ہے اور تاویونی جزیرے کے سامنے ہی ہے، جس کی کل آبادی اس وقت 7000 سے زائد ہے جو فجی کے قریب جنوبی بحرالکاہل کے جزیرہ ملک کریباس سے آنے والی تمام تر عیسائی قوم بنابن کی ہے جو اپنے کلچر اور زبان کے اعتبار سے فیجین قوم سے بالکل مختلف ہیں۔ بلکہ گزشتہ 2-3 سال تک اس جزیرہ پر ان کی اپنی عدالت اور کونسل کا نظام رائج رہا ہے اس لیے ان کی اجازت اور اطلاع کے بغیر وہاں تبلیغ تو درکنار رامبی جزیرے پر جا کر رہنا بھی ممکن

نہیں تھا کیونکہ یہ لوگ اپنے مذہب کے بارے میں بہت محتاط ہیں۔ان حالات میں بھی اَلْحَمْدُلِلّٰہِ جزیرہ رامبی میں احمدیت کا نفوذ 1994ء میں یوں ہوا کہ جب وہاں کے ایک دوست مسٹر سموتیو ٹانگ ٹوٹنے کی وجہ سے دوسرے جزیرہ ونوالیوو کے شہر لمباسہ کے ہسپتال میں علاج کے لئے آئے جہاں ہمارے ایک احمدی ماسٹر رحمٰن شاہ صاحب کے ہندو دوست بھی داخل تھے اسی دوران ان کے ساتھ تعارف ہوا اور پھر ان کے ہسپتال سے ڈسچارج ہونے پر رحمٰن شاہ صاحب ان کو کچھ دنوں کے لئے اپنے گھر مکمل آرام کے لئے بھی لے آئے۔ماسٹر صاحب کے حسن خلق اور خدمت انسانیت سے متاثر ہو کر انہوں نے اپنے جزیرے پر آنے کی دعوت دی جس کے بعد وہاں انہوں نے احمدیت قبول کی اور پھر وہاں آہستہ آہستہ وقتاً فوقتاً جماعت کے وفود نے دورے کئے اور یہاں جماعت قائم ہوگئی۔اس لحاظ سے یہ ایک منفرد جزیرہ ہے کہ عیسائیت کے علاوہ یہاں صرف اسلام احمدیت کے ماننے والوں کی تعداد ہے اور وہ بھی خُدا کے فضل سے سارے مقامی ہیں اور ان کو ہی یہاں اب تک اپنی عبادت گاہ بنانے کی توفیق ملی ہے اس جزیرہ پر بسنے والے عیسائیوں کی اکثریت کیتھولک اور میتھوڈسٹ ہے۔خاکسار کو بھی اس جزیرہ پر اپریل 1997ء سے جانے کا موقع مل رہا ہے اس وقت تک چونکہ وہاں جماعت کا کوئی باقاعدہ سینٹر یا مسجد نہیں تھی اس لیے دورہ کے دوران مسٹر سموتیو اور دوسرے ممبران کے گھروں میں ہی قیام کے دوران چند دن تعلیم و تربیت و تبلیغ کا کام جاری رکھا جاتا تھا،چنانچہ 2000ء میں وہاں یورپ سے آنے والے ایک عیسائی فرقہ مومن چرچ والوں کے وفد نے ایک مکان کرایہ پر لیا اور بھرپور طاقت کے ساتھ پیسے اور دیگر ضروریات زندگی کی اشیاء مہیا کر کے وہاں کی غریب آبادی کو لالچ دے کر کئی دوسرے چرچ کے لوگوں کو بھی ان کے عقیدہ سے ہٹانے کی بھرپور کوشش کی گئی اور وہ اس میں کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے اسی دوران بعض ہمارے کمزور ممبران بھی ان کی زد میں آگئے۔چنانچہ 2002ء میں خاکسار نے اُس وقت محترم نعیم احمد محمود چیمہ صاحب امیر و مشنری انچارج فجی سے مشورہ کر کے وہاں مسجد یا ایک نماز سینٹر بنانے کے لئے کونسل میں ایک درخواست دی۔لیکن کونسل کی طرف سے کوئی واضع جواب نہیں ملتا تھا کبھی ممبران کی طرف سے ان کی رضامندی اور مطالبے کی درخواست مانگی گئی تو کبھی مناسب جگہ نہ ہونے کا بہانہ بنا کر ہر ممکن ہماری درخواست کو ٹالنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔کیونکہ وہ اپنے جزیرے پر سوائے عیسائیت کے کسی اور مذہب کو نہیں چاہتے۔بلکہ آج بھی یہاں فجی کی کسی دوسری قوم کو یہاں زمین خریدنے یا کاروبار کرنے کی اجازت نہیں ہے جب تک کہ وہ یہاں کی کسی لڑکی سے شادی نہ کرے اور وہ زمین بھی اسی لڑکی کے نام ہی رہے گی۔لیکن اسلام احمدیت کو قبول کرنے والے ممبران بھی چونکہ ان کی اپنی ہی قوم سے تھے تو اس لیے وہ ان کے آگے صاف ان کار بھی نہیں کر سکتے تھے،یوں یہ سلسلہ 2 سال تک چلتا رہا۔

چنانچہ ایک دن ہمارے ایک مخلص دوست احمد رواتارا صاحب جو ہمیشہ میرے ساتھ بطور داعی الی اللہ ساتھ دیتے اور اس جزیرہ میں دورہ بھی کرواتے تھے اور وہ اپنی فیملی میں اکیلے ہی احمدی تھے انہوں نے اس ساری صورتحال کا ذکر خاکسار کی موجودگی میں اپنی اہلیہ کے سامنے یوں کیا کہ ہماری تمام تر کوششوں کے بعد بھی کونسل کا جواب ان کار میں ہے۔اس پر ان کی اہلیہ جو اس وقت تک احمدی تو نہیں تھیں لیکن زیر تبلیغ تھیں اور بہت مخلص تھیں وہ اپنی ہمشیرہ کے گھر پہ بیٹھیں تھیں انہوں نے اپنا فیملی گھر اور اس کی زمین مسجد کے لئے پیش کرنے کا اظہار کیا جو اسی سال طوفان کے دوران اُڑ گیا تھا جس پر خاکسار نے ان کو یہ کہتے ہوئے معذرت کی کہ آپکی محبت اور تعاون کا شکریہ لیکن یہ مکان چونکہ آپکی والدہ کی طرف سے فیملی ہاؤس ہے یہ ہم کس طرح لے سکتے ہیں اور اسکو خریدنے کے لئے بھی ان سب کی رضامندی چاہئے اور اسی دوران خاکسار نے ان کو فجی کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت دی جہاں وہ الحمدللہ بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوگئیں اور واپس آکر انہوں نے اپنے بہن بھائیوں سے اس گھر سے برطرفی کے کاغذات پر دستخط کروائے اور جماعت کے نام منتقلی کی درخواست کے ساتھ خود ہی کونسل میں جاکر مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کر دیا کہ اب تو آپ کو اس کی منظوری دینی چاہیے۔یہ گھر اس جزیرہ کے مرکزی علاقے میں جہاں ان کی کونسل اور دیگر دفاتر ہیں ہسپتال کے بالکل سامنے سڑک کی دوسری طرف سمندر کے کنارے بنایا ہوا تھا۔جس پر کونسل کی طرف سے اب یہ اعتراض اور بہانہ پیش کیا گیا کہ آپ لوگ مسجد میں سپیکر کا استعال کریں گے جس سے سامنے ہسپتال کے مریضوں کو تکلیف ہوگی،کیونکہ یہ فیصلہ ان کی کونسل کے لئے نہایت مشکل اور انوکھا تھا کہ ان کے جزیرے پر کوئی اور مذہب اس قدر مضبوط ہو۔بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام احمدیت کا امن پسند پیغام اور وہاں خدمت خلق کے کاموں کے ساتھ ساتھ حضور پُرنور کی دعائیں رنگ لائیں اور یوں ان کو منظوری دینی پڑی۔جسکے فوراً بعد خاکسار نے محترم امیر صاحب اور ماسٹر محمد صادق صاحب کو ساتھ لیجا کر دورہ کیا اور اس بابرکت کام میں پیش رفت ہوئی اور 2005ء میں اس مسجد کی بنیاد لکڑی کے سٹرکچر کے ساتھ رکھی گئی،کیونکہ اس جزیرے پر آمدورفت کے لئے چھوٹی آؤٹ بوٹ کا استعال ہوتا ہے اس لیے تعمیری سامان لے جانا اتنا آسان نہیں ہے۔اس موقع پر تاوئیونی سے مکرم مولانا نعیم احمد اقبال صاحب اور معلم عبدالوہاب اینڈرسن صاحب کے ساتھ مزید مخلصین بھی شامل ہوئے۔اس نیک کام کی تکمیل کے لئے لوکل ممبران کے علاوہ تاوئیونی اور ونوالیوو کی جماعتوں سے بھی خُدام کی ٹیموں نے جاکر وقارعمل کئے اور بھاری رقم کی بچت کے ساتھ جلد از جلد اس ایک خدا کی عبادت کرنے والے 80 نمازیوں کی گنجائش والی مسجد کے ہال اور ساتھ دو کمروں پر مشتمل مشن ہاؤس کو تعمیر کیا گیا۔اس دوران ایک افسوسناک واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک رات مسجد کی تعمیر کے دوران اسی احاطے میں صدر جماعت اور اس خدا کے گھر کے لئے زمین ڈونیٹ کرنے والے مخلص احمدی احمد رواتارا صاحب کی اچانک حرکت قلب بند ہونے سے وفات ہوگئی۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔لیکن ان سارے حالات کے باوجود ان کی اہلیہ اور ان کے بچوں اور خاندان نے بڑے صبر کے ساتھ بھرپور تعاون کا سلوک رکھا جو آج بھی جاری ہے۔اسی طرح ان کی اہلیہ جو اصل اس زمین اور گھر کی مالکہ تھیں محترمہ (تابوکی) طوبیٰ بی بی صاحبہ جو بہت مخلص بہادر اور ہمیشہ قربانی کرنے والی خاتون تھیں ان کا بھی گزشتہ سال دسمبر میں انتقال ہوگیا ہے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔ان کی اسلامی طریق پر تدفین میں ان کے تمام خاندان والوں نے بڑھے احسن رنگ میں تعاون بھی کیا اور بھرپور مدد بھی کی۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے اور اپنے وعدے کے مطابق جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے۔آمین ثم آمین اور ان کے بچوں کو بھی اسی طرح ایمان و اخلاص میں بڑھائے،ثابت قدم رکھے اور اجرعظیم سے نوازے۔

چنانچہ اس مسجد کی تکمیل پر محترم امیر صاحب کی قیادت میں فجی بھر سے ایک کثیر تعداد احمدی مردوں اور خواتین کی بسوں اور چھوٹی چھوٹی بوٹ پر سفر کر کے اس کی افتتاحی تقریب میں شامل ہوئی اور اس جزیرے پر بننے والے خدا کے گھر میں سجدہ شکر بجالانے کو پہنچے،اس میں کونسل کے ممبران اور عیسائی مذہب کے مختلف چرچ کے رہنما بھی خوش دلی سے شامل ہوئے اور اس کو قبول بھی کیا،جس کے بعد جماعت میں ایک بیداری آئی اور پھر غانا سے آئے ہوئے ایک معلم مکرم عبدالوہاب صاحب کو یہاں مستقل طور پر مقرر کر دیا گیا جس سے تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ اسلام احمدیت کی پہچان بھی تیزی سے بڑھنے لگی کہ 18 مئی 2008ء بوقت نماز ظہر اچانک مشن ہاؤس کے ایک حصہ میں آگ لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے کچھ ہی لمحات میں ساری مسجد جل کر شہید ہوگئی۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔الحمدُللہ کہ جانی نقصان کوئی نہیں ہوا جس کی اطلاع فوری طور پر امیر و مشنری انچارج فجی مکرم مولانا فضل اللہ طارق صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بھی کی جس پر حضور پُرنور نے ان الفاظ میں تسلی اور دعا کے ساتھ رہنمائی فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

پیارے احباب جماعت ونوالیوو فجی۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپکی جماعت میں ایک افسوسناک واقع کی خبر ملی تھی کہ جماعت کی مسجد اور مشن ہاؤس آگ لگنے کی وجہ سے جل کر راکھ ہوگئے ہیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون،اللہ تعالیٰ آپ کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔اللہ آپ سب کی مدد و نصرت فرمائے دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے رہیں۔اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔والسلام خاکسار مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس۔

(مکتوب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس 22 جولائی 2010ء)

مسجد بیت المہدی کی تعمیر نو

یہ حضور انور کی دعاؤں کی ہی برکت تھی کہ تمام تر قانونی کاروائی مکمل ہونے کے بعد محترم امیر صاحب نے احباب فجی کی محبت اور تعاون سے حضور انور کی خدمت میں دوبارہ پُختہ مسجد بنانے کی اجازت کے لئے درخواست کی اور پھر پیارے آقا کی اجازت سے اسی جگہ بخیر و خوبی بغیر کسی رکاوٹ اور کونسل کی دخل اندازی کے 19 مارچ 2011ء کو محترم امیر صاحب نے ایک بار پھر پُختہ مسجد کی تعمیر کے لئے سنگ بنیاد رکھا۔اس مرتبہ اس کی تعمیر کے لئے مکرم مولانا سیف اللہ مجید صاحب نے تاوئیونی سے اور مکرم نعیم احمد اقبال صاحب نے ریجنل مشنری ونوالیوو نے احباب جماعت کے ساتھ مل کر بخوبی اس فریضے کو نبھایا اور تمام احباب جماعت کے اخلاص اور قربانیوں کے ذریعہ مورخہ 9 ستمبر 2011ء کو ایک بار پھر پہلے سے خوبصورت کشادہ اور پختہ عمارت کے ساتھ افتتاح کے لئے تیار ہوگئی۔جس نے اس جزیرے کے احمدیوں کو اخلاص اور ایمان میں مزید مضبوط کر دیا۔مسجد کی تکمیل اور اس کے افتتاح کی تیاری کی خبر جب محترم امیر صاحب نے اپنے پیارے امام کو دی تو حضور پُرنور نے ان الفاظ میں دعائیں دیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

پیارے عزیزم فضل اللہ طارق صاحب امیر و مشنری انچارج فجی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کی فیکس مؤرخہ 7 ستمبر 2011ء ملی ہے کہ جزیرہ رامبی میں جماعت کو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ پختہ مسجد اور مشن ہاؤس بنانے کی توفیق عطاء فرمائی ہے۔ الحمدللہ، مبارک کرے اور اس کو عبادت گزاروں سے بھر دے، اللہ تعالیٰ احباب جماعت رامبی کو دینی اور روحانی ترقیات سے نوازے۔ آپ نے بتایا ہے کہ اس کا افتتاح 9 ستمبر کو ہو رہا ہے۔ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ بابرکت فرمائے اور جو جماعتیں اس تقریب میں شمولیت کے لئے جا رہی ہیں ان کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس۔

(مکتوب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس 12 ستمبر 2011ء)

چنانچہ ان دعاؤں کے ساتھ دوبارہ اس تعمیر نو مسجد بیت المھدی کا افتتاح 9 ستمبر 2011ء کو بروز جمعۃ المبارک ہوا۔ مسجد کو خوبصورت جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا اس جزیرے پر بڑا خوشی کا سماں تھا اور تمام طبقہ سے تعلق رکھنے والے رہنماؤں کو بھی مدعو کیا گیا تھا اسی طرح فجی کے چاروں جزیروں سے احباب جماعت 2 دن کی بری اور بحری مسافت کر کے پہنچے، چنانچہ کونسل کے چیئرمین نے باہر والے مسجد کے گیٹ پر ربن کاٹا اور پھر محترم امیر و مشنری انچارج مولانا فضل اللہ طارق صاحب نے مسجد کا دروازہ کھول کر دعا کروائی اور مختصر تقریب کے بعد پروگرام کے تحت آنے والے تمام مہمانوں کو ظہرانہ پیش کیا گیا اور پھر نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر بھی باجماعت ادا کی گئی۔ معزز قارئین کرام سے خصوصی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ ان تمام مخلصین احمدیت کو ثبات قدم کے ساتھ مزید ایمان و اخلاص میں بڑھائے اور ان کی نسلوں کو بھی اسلام احمدیت اور نظام خلافت کا مطیع اور فرمانبردار بنائے رکھے اور اللہ تعالیٰ حضور انور کی دعاؤں کو قبول فرمائے اور اس مسجد کو ہمیشہ عبادت گزاروں سے آباد رکھے آمین ثم آمین۔

طوالو آئی لینڈ میں احمدیت کا نفوذ اور مسجد کا قیام

طوالو آئی لینڈز کا مختصر تعارف: اس ملک کا شمار بحرالکاہل کے جنوبی جزائر میں ہوتا ہے جو ہوائی اور آسٹریلیا کے درمیان میں واقع ہے یہاں کرنسی بھی آسٹریلین ڈالر ہی استعمال ہوتی ہے۔ یہ کل 8 جزائر پر مشتمل ملک ہے اور اس ملک کا نام بھی طوالو ہی اس لئے ہے کیونکہ ان کی زبان میں طوالو کا مطلب ہے 8 اکٹھے کھڑے ہونا۔ اس کا دارالخلافہ (فانوفوتی) ہے اس کی کل آبادی 11 ہزار کے قریب ہے، آبادی کے لحاظ سے دنیا کا تیسرا اور رقبہ کے لحاظ سے دنیا کا چوتھا چھوٹا ملک ہے جو صرف 26 مربع کلومیٹر ہے۔ اس کے ہمسایہ ممالک میں کریباس، ناورو، ساموا اور فجی ہیں اور یہ ملک طوالو بھی ڈیٹ لائن کی دوسری طرف ہونے کی وجہ سے دنیا کا کنارہ کہلاتا ہے۔ یہ جزیرہ پہلی مرتبہ 1568ء میں دریافت ہوا تھا اور طوالو کے لوگ 3000 سال قبل ساؤتھ امریکہ سے آئے تھے۔ یہ ایک عیسائی ملک ہے جہاں 1861ء میں عیسائی مذہب پہنچا اس سے قبل یہ اپنے آباؤ اجداد کی روحوں اور ان کے مجسموں کو پوجتے تھے۔ دراصل 1861ء میں کوکا آئی لینڈ سے چرچ کی ایک چھوٹی کشتی طوفان میں گھری لہروں کے باعث 8 ہفتوں بعد طوالو کے ایک چھوٹے سے جزیرے (ناکو کیلے) میں آ کر لگی جس میں ایک عیسائی پادری ایلیکا تا بھی سوار تھا جو ساموا برٹش کالج سے پڑھا ہوا تھا اس نے یہاں عیسائیت کا بیج بویا اور پھر یہاں پہلا عیسائی مشنیز یورپ سے 1865ء میں آیا اور یہ مذہب پھر مضبوط ہوتا چلا گیا۔ آج بھی یہاں عیسائیت 97 فیصد ہے، 1 فیصد بہائی 1.4 فیصد ملے جلے اور 0.4 فیصد صرف احمدیت ہے اور اس سے پہلے عام لوگ اسلام کے بارے میں بالکل بھی نہیں جانتے تھے۔

سیاسی اعتبار سے یہ ملک 1892ء تا 1916ء برٹش کے انڈر تھا۔ 1916ء سے 1974ء تک اس میں دوسرے لوگ آ کر آباد ہوتے رہے، پھر 1974ء میں گلبٹ آئی لینڈز کا ریفرینڈم ہوا اور یکم جنوری 1976ء میں کیریباس طوالو سے الگ ہو گیا اور طوالو مکمل طور پر یکم اکتوبر 1978ء میں آزاد ہو گیا اور پھر طوالو بھی 17 ستمبر 2000ء میں یہ یونائیٹڈ نیشن کا حصہ بن گیا۔

طوالو میں جماعت احمدیہ کا پہلی مرتبہ نفوذ اور اس کی اصل حقیقت

1983ء میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فجی کا دورہ فرمایا تو یہ دورہ جہاں اللہ تعالیٰ کی بہت ساری رحمتوں، برکتوں اور فضلوں کو لایا۔ وہاں حضور انور کی رہنمائی سے فجی میں تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے ساتھ اس کے ارد گرد جنوبی بحرالکاہل کے جزائر میں بھی اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کا ذریعہ بنا۔ حضور کی اس دلی تمنا کو پورا کرنے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حالات پیدا فرمائے۔ کہ ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب یو کے اللہ کے فضل سے ان جزائر میں تبلیغ اسلام کا پہلا قطرہ ثابت ہوئے اور پھر حضور کی دعاؤں سے اور ان کی محنت سے اسلام احمدیت کا پیغام نہ صرف طوالو میں پھیلنے لگا بلکہ اس کی کرنیں ارد گرد کے دوسرے جزیروں کریباس اور ویسٹرن ساموا میں بھی پھوٹنے لگیں۔

1984ء میں ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب محکمہ تعلیم کے تحت یہاں نوکری کرنے کے لئے آئے تھے لیکن حضورؒ کے ارشاد کے مطابق انہوں نے آتے ہی بطور مبلغ بھرپور محنت اور حکمت کے ساتھ اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی کوششیں شروع کر دیں، انہوں نے سب سے پہلے یہاں ایک لوکل خاتون محترمہ (سونیا روسیا) صاحبہ جو ایک سوشل ادارہ (ریڈ کراس) میں کارکن تھیں اور اس جزیرے میں ہر آنے جانے والے کے لئے بطور ٹرانسلیٹر کی ذمہ داری بھی ادا کرتیں تھی کی خدمات کو حاصل کرتے ہوئے چند جماعتی لٹریچر کا لوکل زبان میں ترجمہ کروایا، جس پر آپ نے جب اس کی اُجرت لینے کو کہا تو اُنہوں نے اپنے والد سے مشورہ کر کے ان کار کر دیا کہ ہم مذہبی کام کی اُجرت نہیں لے سکتے۔ جس کے ایک ماہ بعد وہ بھی اسلام کی تعلیم سے متاثر ہوتے ہوئے احمدیت میں شامل ہو گئیں اور یوں پڑھے لکھے لوگوں کا اسلام احمدیت کو قبول کرنے کا یہ سلسلہ بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھنے لگا اور آغاز میں ایک پولیس آفسر اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی مکرم ڈاکٹر صاحب کی رہائش پر جمعہ بھی ادا کرنے لگا۔ بہت جلد 52 احباب پر مشتمل ایک مضبوط جماعت قائم ہو گئی جس کے نتیجہ میں وہاں مخالفت بھی شروع ہوئی اور رجسٹریشن میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش کی جانے لگی۔ لیکن حضور انور کی دعاؤں اور ھدایات پر جلد ہی 9 فروری 1987 کو طوالو جزیرے میں ان کے قواعد کے مطابق کہ کسی کمیونٹی کو رجسٹر ہونے کے لئے کم از کم 50 ممبران کی تعداد لازمی ہے کو پورا کرتے ہوئے یہاں جماعت احمدیہ بھی رجسٹرڈ ہو گئی۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ۔

اور اسی سال 1987ء میں طوالو جماعت سے 2 ممبران مکرم ولید احمد اور مکرم طاہر احمد تونی صاحب جلسہ سالانہ یو کے میں بطور نمائندہ شامل بھی ہوئے جن کو حضرت خلیفۃ المسیحؒ نے بہت محبت اور پیار دیا اور بار بار ان کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ پیشگوئی (میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا) کے نشان ہیں۔

چونکہ اب وہاں جماعت رجسٹرڈ ہو چکی تھی اس لیے وہاں مخالفت بھی زور پکڑ رہی تھی حضور نے فجی سے اگست 1987ء میں مکرم حافظ جبرائیل سعید صاحب مربی سلسلہ کو ٹرانسفر کر کے طوالو بھجوا دیا، جنہوں نے وہاں پہنچ کر بڑی حکمت کے ساتھ کام کیا کیونکہ وہاں آپ کے سامنے سب سے بڑا چیلنج نومبائعین کی تعلیم و تربیت کا تھا آپ نے وہاں کے وزیر اعظم اور دیگر حکومتی نمائندگان سے ملاقات کی اور ان تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ چنانچہ جب پارلیمنٹ میں جماعت کی رجسٹریشن کے خلاف شور اُٹھا تو وہاں کے وزیر اعظم نے بڑی مضبوطی کے ساتھ جماعت کا ساتھ دیا اور تائید کی کہ میرا اپنا مذہب بھی عیسائی ہے اور جیسے عیسائی عیسائیت کی پیروی کرتے ہیں ہم بحیثیت حکومت طوالو کے قانون کی پیروی کریں گے اور اس میں عیسائیت کو دخل نہیں دینے دیں گے، اس لیے جماعت ٹھیک رجسٹر ہوئی ہے اور وہ قائم رہے گی۔ اس مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیر رہا تھا اور اس مخالفت کے دوران وہاں کے گورنر جنرل نے بیعت بھی کر لی۔ اس خوشخبری کی اطلاع ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب نے فوری طور پر حضور انور کو دی جس پر حضور انور نے جواب تحریر فرمایا۔

’’جو بڑی شخصیات سیاسی دباؤ کے ڈر سے کھلم کھلا احمدی کہلانے کے لئے تیار نہیں ہیں ان کے لئے بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ اپنے اسلام کو سردست مخفی رکھیں اور اپنا سیاسی رسوخ حکمت سے اس طرح استعمال کریں کہ کثرت سے لوگ احمدی ہوں تا کہ سیاست سے احمدیت کا تضاد دور ہو جائے‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 17 تا 23 اکتوبر 2003ء صفحہ 10)

چنانچہ حافظ صاحب نے حضور انور کی ہدایت پر کام کرتے ہوئے سب سے پہلے جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے بطور نماز سینٹر ایک مکان کرایہ پر لیا اور دوسرا بطور مشن ہاؤس کے لئے اور ساتھ ہی مسجد کے لئے زمین کی تلاش بھی شروع کر دی اور چونکہ یہاں انفرادی بیعتوں کا سلسلہ شروع تھا اس لیے ساتھ ہی ان کی تربیت کو مدنظر رکھتے ہوئے لجنہ اور انصار کی تنظیموں کا بھی آغاز کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ جلد ہی مسجد کے لئے بھی ایک مناسب زمین جو شہر کے وسط میں ہے 99 سال کے لیز پر 19،800 آسٹریلین ڈالرز میں مل گئی، اس معاہدے پر جماعت کی طرف سے اس وقت کے صدر مکرم ولید صاحب نے دستخط کئے تھے جس پر فروری 1991ء میں ایک خوبصورت احمدیہ مسجد بھی تعمیر کر دی گئی۔ اس موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے پیغام بھی بھجوایا کہ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بہترین رنگ میں اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق بخشے اور یہ مرکز ان سب جزائر میں اسلام کا نور پھیلانے کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہو اور بہتوں کی ہدایت کا موجب ہو۔ آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل 17۔ 23 اکتوبر 2003ء صفحہ 10)

حافظ جبرائیل سعید صاحب مرحوم نے بھی وہاں بہت محنت کی تعلیم و

تربیت اور تبلیغ کے ذریعہ ارد گرد کے قریبی جزائر کریباس اور ویسٹرن ساموآ، مارشل آئی لینڈ، سولمن آئی لینڈ اور مائیکرونیشیا اور ناؤرو جزیروں تک تبلیغی دورے کئے اس سلسلے میں ان کی فیملی نے بھی وہاں ہفتوں اکیلے رہ کر بہت قربانی دی۔ 1990ء میں وہاں طوالو کی لوکل زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ بھی مکمل ہوا، جو وہاں کے ایجوکیشن بورڈ کے چیئرمین کی مدد سے کیا گیا اور پھر اسکو ابتدائی ایک احمدی دوست ولید صاحب نے چیک بھی کیا۔جس کے بعد حافظ صاحب 1991ء میں طوالو سے بطور پہلے مبلغ قریبی ملک کریباس جزیرہ پر چلے گئے اور 1994ء تک وہاں خدمت کی توفیق پائی۔ یہاں ان کی تبلیغ کا ایک دلچسپ واقعہ ہے جو انہوں نے خود خاکسار کو سُنایا ہے کہ ایک مرتبہ میں طوالو سے جب پہلی دفعہ کریباس دورہ پر گیا تو ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا اور لوگوں سے کوئی خاص رابطہ اور تعلق نہیں ہو رہا تھا تو اگلی صبح میں نے ایک مصروف سڑک کے کنارے درخت کے نیچے 2 رکعات نوافل ادا کرنے شروع کر دیئے، لوگ اپنے دفاتر اور سکولز کی طرف جا رہے تھے کہ اچانک انہوں نے مجھے دیکھا کہ گرمی کا موسم ہے اور سورج نکلا ہوا ہے یہ بندہ کبھی اُٹھتا ہے کبھی گرتا ہے اسکو کیا ہوگیا ہے؟ اس تماشے کو دیکھنے کے لئے ایک ہجوم اکٹھا ہوگیا جب میں نے نماز ختم کی تو لوگ پوچھنے لگے کہ بھائی آپ کو کیا ہوگیا تھا یہ آپ کیسی حرکتیں کر رہے تھے میں نے بتایا کہ کچھ نہیں میں تو اپنے خالق کی عبادت کر رہا تھا جس پر وہ بہت حیران ہوئے اور سوالات کرنے لگے میں نے ان میں سے چند سمجھدار لوگوں کو بتایا کہ میں یہاں اس ہوٹل میں ٹھہرا ہوں شام کو آجائیں آرام سے بیٹھ کر بات کریں گے چنانچہ یوں وہاں تعارف کے ساتھ ماشاء اللہ سلسلہ تبلیغ بھی شروع ہوگیا۔ پھر ان کے ذریعہ ان قریبی 3 جزائر مارشل آئی لینڈ، سولمن آئی لینڈ اور مائیکرونیشیا میں بھی احمدیت کا نفاذ ہوا اور جماعتیں قائم ہوئیں۔

طوالو جماعت پر ابتلا کا دور

مکرم ولید صاحب کی وفات اور وہاں کوئی باقاعدہ مبلغ نہ ہونے کی وجہ سے چونکہ جماعت کا نظام بہت اچھا نہیں چل رہا تھا جس کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے 2004ء میں مسجد والی زمین کے مالک کے بچوں نے اپنی زمین واپس لینے کا مطالبہ کر دیا اور معاملہ عدالت تک چلا گیا جب کہ معاہدے کے مطابق جب زمین 1987ء میں جماعت نے خریدی تھی اس کا لیز 99 سال تک جماعت کے نام منتقل ہو چُکا تھا۔ بدقسمتی سے جماعت کے ایک ممبر طاہر تونی صاحب کا جھکاؤ بھی رشتہ داری کی وجہ سے اُس فیملی کی طرف ہوگیا تھا اور آخر یہ کیس سپریم کورٹ تک گیا لیکن الحمدُللہ حق کی فتح ہوئی اور جج نے نہ صرف فیصلہ جماعت کے حق میں دیا بلکہ فریق ثانی کو جماعت احمدیہ کے خلاف غلط اپیل کرنے اور عدالت کا وقت ضائع کرنے پر 10,000 آسٹریلین ڈلرز کا جرمانہ بھی کیا کہ اب یہ رقم آپ لوگ جماعت احمدیہ کو ادا کریں۔لیکن حضور پُرنور نے عدالت کے اِس حق اور انصاف پر مبنی فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے فریق ثانی کو معاف کر دیا اور جماعت نے اُن سے کسی قسم کی رقم وصول نہ کی اور آج بفضل تعالیٰ یہ مسجد احباب جماعت کی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ ہر طبقہ فکر کے رہنماؤں کو اسلام احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف دعوت دینے کا مرکز بنی ہوئی ہے اور یہ صرف ایک ہی مسجد ہے جو اس ملک میں احمدیت کو بنانے کی توفیق ملی۔

قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق اس الٰہی سلسلہ کو دنیا کے کناروں پر اپنی خاص تائید ونصرت سے نوازتا چلا جائے کہ آئندہ بھی اس کی حفاظت فرمائے۔آمین۔

خواجہ فہد احمد۔مبلغ سلسلہ کیریباتی

کیریباس (کیریباتی) کی پہلی مسجد

1987ء میں حضرت مرزا طاہر احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایات کے مطابق پہلے مشنری کیریباس پہنچے اور یہاں جماعت قائم کی۔ جیسے جیسے کیریباس جماعت مزید بڑھی، اس کے ساتھ مسجد کی ضرورت بھی بڑھتی گئی۔ اس ضرورت کے ماتحت اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے مطابق مسجد کے لیے زمین کے حصول کا کام شروع ہوا۔

2014ء میں مربی سلسلۂ احتشام الحق محمود کوثر نے احمدیہ مسلم کمیونٹی کے ممبران کو جمع کیا اور انہیں بتایا کہ کیریباس میں خدا کے گھر کی تعمیر کا وقت آ گیا ہے اور آپ وہ لوگ ہیں جنہیں پہلا گھر بنانے میں شرکت کا موقع دیا جا رہا ہے۔ اس لیے ہمیں زمین چاہیے جس پر ہم یہ مسجد بنا سکیں۔ ایک خاموش، عاجز اور خدا کے محبوب مکرم تاتوا آنگا بیا مرحوم نے مربی صاحب کے اس پیغام کو دل سے قبول کیا اور زمین ڈھونڈنا شروع کر دی۔ اس نے گاؤں کے کچھ لوگوں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ محترم مشینری صاحب مسجد کے لیے زمین چاہتے ہیں، ہمیں اس عظیم کام کے لیے اپنی زمینیں پیش کرنی چاہیے۔ انہوں نے ایک خاندان کو مسجد کے لیے اپنی زمین دینے کے لیے راضی کیا۔ اللہ کے فضل سے 2015ء میں احمدیہ مسلم کمیونٹی کیریباس ملک کی پہلی مسجد کی تعمیر کے لیے زمین 99 سال کے لیے لیز پر دینے میں کامیاب ہوئی۔ الحمد للہ

زمین حاصل کرنے کے بعد اس زمین پر مسجد بنانے کے لیے اجازت درکار تھی۔تعمیر کے لائسنس کی لوکل گورنمنٹ کونسل مسجد کی تعمیر کی مخالفت کر رہی تھی، لیکن اللہ کے فضل سے کونسل کے ممبران میں سے ایک ممبر جو کہ حال ہی میں اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوا تھا، اس نے کہا کونسل کو کہ مسجد کی تعمیر ملک کے لیے اچھی ہو گی۔ انہوں نے کونسل کے دیگر ممبران کو اس کی منظوری دینے پر آمادہ کیا اور خدا کے فضل سے جماعت کو مسجد کی تعمیر کی اجازت مل گی۔

مسجد کی تعمیر کا کام 2016ء میں شروع ہوا جس میں مربی سلسلہ مطیع اللہ جوئیہ اور کریباتی جماعت کے مربی سلسلہ خاکسار خواجہ فہد احمد نے مل کر اللہ کے پہلے گھر کی تعمیر میں شرکت کی۔ الحمدللہ! 2017ء میں اللہ کے فضل سے کیریباس ملک میں اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر اور مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔ الحمدللہ!

پیارے حضور انور نے بڑی شفقت سے مسجد کا نام مسجد بیت الاحد رکھا۔

سرجیل احمد۔مبلغ سلسلہ مائکرونیشیا

مائکرونیشیا میں مشن ہاؤس کا قیام

جماعت احمدیہ کا نفوذ و قیام مائکرونیشیا میں 1989ء میں ہوا، جب حافظ جبرائیل احمد سعید صاحب آف گھانا بحرالکاہل کے ممالک کا دورہ کرتے ہوئے پوناپے جزیرہ پر پہنچے۔ جماعت کی تاریخ کی مطابق 1991ء میں یہاں 13 لوگ اسلام احمدیت میں داخل ہو چکے تھے۔

2011ء میں جماعت نے کوسرائے جزیرہ میں ایک مستقل مشن قائم کیا اور کچھ سال بعد 2014ء میں مشن ہاؤس کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا۔ کوسرائے کے مشن ہاؤس کی عمارت دومربیان، مکرم یحیٰ لقمان صاحب اور مکرم محمود کوثر صاحب کی نگرانی میں تعمیر ہوا۔مشن ہاؤس کی تعمیر ستمبر 2015ء میں مکمل ہوئی۔

مشن ہاؤس کی پراپرٹی میں ایک مشن ہاؤس ہے جس میں ایک مسجد، لائبریری، آفس اور مشینری کے لئے رہائش گاہ موجود ہے۔اس کے علاوہ جماعت کے لنگر اور ریڈیوسٹیشن کے بھی دو چھوٹی عمارتیں موجود ہیں۔

احباب جماعت سے FSM کی جماعت کے لئے خاص دعا کی درخواست ہے۔

مسعود احمد شاہد۔ مربی سلسلہ آسٹریلیا

سولومن جزیرہ میں مسجد کا قیام

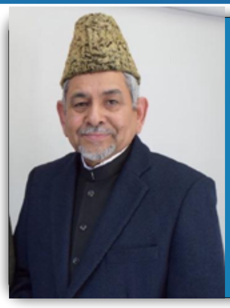

سولومن آئی لینڈ کے دارالخلافہ Homaira میں احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کا مرکز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قائم ہے۔ مرکز کی جگہ کے طور پر ایک تعمیر شدہ عمارت 2004ء میں خریدی گئی۔ اس کی بالائی منزل پر مشنری کی رہائش اور مرکزی مہمانوں کو ٹھہرانے کا انتظام ہے اور نچلی منزل پر ایک بڑا ہال نما کمرہ ہے جس میں 100 افراد کی گنجائش ہے۔ یہ نمازوں اور دیگر جماعتی پرگرامز کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔

اس عمارت کے ساتھ وسیع خالی جگہ موجود ہے جس پر ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے۔ دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ جلد از جلد اسے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مسجد کی تعمیر

Homaira شہر کے مغربی کنارے پر Kongulore گاؤں ہے جس میں ایک بڑی تعداد احباب جماعت کی آباد ہے۔ 2007ء میں Ahmad Muneeb Tasima Katalaka کی فیملی نے جماعت کو مسجد کی تعمیر کے لیے ایک قطعہ اراضی گفٹ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ فیملی 60 ایکڑ اراضی کی مالک ہے۔ اس فیملی کے چھ سرکردہ افراد ہیں جن میں سے پانچ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہیں اور ایک ابھی تک جماعت میں شامل نہیں ہوا اس کے لیے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد اسے بھی آغوش احمدیت میں لے لے۔ آمین

2008ء میں خلافت جوبلی کی مناسبت سے اس جگہ مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ خدام، انصار اور لجنہ نے وقار عمل کے ذریعہ اسے مکمل کیا۔ صرف میٹریل کی خریداری اور کارکنان کے لیے خورد و نوش پر مبلغ 50,000SBD سولومن ڈالرز جو کہ 10,000 آسٹریلین ڈالرز کے برابر ہیں خرچ ہوئے۔ جب مسجد کا میجر کام مکمل ہوگیا تو اسے نمازوں اور دیگر جماعتی پروگراموں کے لیے کھول دیا گیا۔ مکرم موسیٰ بن معراج ان دنوں مشنری انچارج کے فرائض سرانجام دے رہے تھے اور انہی کی زیر نگرانی یہ سارا کام سرانجام پایا۔ البتہ جو کام باقی رہ گیا تھا اسے بعد ازاں آنے والے مشنری انچارج مکرم Mumtaz Baidoo صاحب نے 2014ء میں مکمل کیا اور اس طرح موجودہ شکل میں تعمیر شدہ مسجد کا کام مکمل ہوا۔

حنیف محمود۔ ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن

سانحہ ارتحال اور مرحومہ کے اوصاف

مکرمہ بشارت مبین اہلیہ مکرم چوہدری محمد امجد جمیل آف فیصل آباد حال لندن مؤرخہ 19 اور 20 دسمبر 2022ء کی درمیانی شب St.Hailer Hospital Uk میں 64 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

آپ بفضل اللہ تعالیٰ موصیہ تھیں۔ آپ کے والد مکرم کیپٹن محمد شفیع مرحوم نے 22 سال کی عمر میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ آپ کا تعلق بر نالہ 103 چک جھمرہ سے تھا۔ آپ کو فیصل آباد میں حلقہ اور ضلع کی سطح پر جماعت کی خدمت کا موقع ملا۔ ضلعی سطح پر ناصرات اور تعلیم کی سیکرٹری کے علاوہ نائب صدر ضلع کے طور پر بھی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعلیم یافتہ خاتون تھیں۔ کالج میں تقاریر اور ڈیبیٹ میں حصہ لیتیں۔ آپ شعر بھی کہتیں مگر اپنے منظوم کلام کو شائع کروانے کو پسند نہ فرماتیں۔ لجنہ اماء اللہ میں بھی تقاریر کے مقابلہ جات میں حصہ لیتیں اور کئی دفعہ پوزیشن بھی حاصل کیں۔ لندن میں بھی لجنہ کے بعض ایونٹس میں حصہ لیا۔

آپ دو سال قبل ہجرت کر کے لندن آئیں تھیں۔ چند ماہ قبل کینسر Diagnose ہوا۔ آپریشن بھی ہوا مگر جانبر نہ ہوسکیں اور 3 ماہ بیمار رہنے کے بعد اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ آپ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ آپ کی سیرت کا نمایاں پہلو مہمان نوازی تھا جس کا خاکسار خود بھی گواہ ہے۔ آپ کے گھر مہمانوں کا تانتا بندھا رہتا۔ میٹنگز پر کھانا مہیا کرنا آپ کا وصف تھا۔ ہم جب دورہ کر کے آپ کے گھر تمام اکٹھے ہوتے تو مختلف النوع کھانوں اور چائے کے مختلف آئٹمز سے تواضع کرتیں۔ خاکسار کی فیملی کے ساتھ ان کا پہلا تعلق اس وقت ہوا جب خاکسار اسلام آباد سے فیصل آباد ان کے گھر اُن کی دعوت پر آیا۔ اب اتفاق کی بات ہے کہ ہم دونوں 23 نومبر 2020ء کو EU سیٹلمنٹ ویزہ پر اکٹھے ہی برطانیہ آئے گو فلائیٹس مختلف تھیں۔ مگر یہاں آ کر جب معلوم ہوا کہ میں بھی مستقل طور پر برطانیہ آچکا ہوں تو بہت خوشی کا اظہار کیا اور مسلسل اپنے گھر آنے کی دعوت دیتی رہیں۔ جب ان دونوں میاں بیوی کو الگ سے گھر مل گیا تو آپ کے میاں نے ہمیں اپنے گھر دعوت دی۔ ہم جب گئے تو میری مسز سے کہنے لگیں کہ اس نئے گھر میں آپ پہلے مہمان ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ ایک وقف زندگی سب سے پہلے میرے اس گھر میں آئے ہیں۔ پھر خوشی کی انتہا اس وقت یہ جان کر ہوئی کہ ہم دونوں میاں بیوی مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس مربی سلسلہ انچارج ترکش ڈیسک کے ہمراہ تھے۔ آپ کے میاں چونکہ بہت سوشل قسم کے انسان ہیں۔ اس لیے آپ جب بھی کسی کو اپنے گھر بلاتے تو ساتھ مہمان کے ذوق کی مناسبت سے تین چار اور لوگوں کو بھی بلا لیتے کہ دینی و علمی محفل جمے گی۔ جس کی کبھی بھی مسز بشارت مرحومہ کی طبیعت پر ناخوشگواری دیکھنے کو نہ ملتی۔ آپ کے میاں ناظم ضلع انصار اللہ اور قائد علاقہ خدام الاحمدیہ اور دیگر جماعتی عہدوں پر فائز رہے جس کی وجہ سے مہمانوں کی آمد رہتی اور آپ کو ہمہ وقت مہمان نوازی میں مصروف پایا۔

آپ نے اپنے پیچھے اپنے میاں کے علاوہ چار بیٹے، ایک بیٹی، تین بہنیں، ایک بھائی اور دسیوں پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ فرمانبردار اولاد کی تفصیل یوں ہے۔

1۔ مکرمہ سارہ لئیق۔ ریجنل صدر لجنہ وینکوور کینیڈا
2۔ مکرم زکریا طارق چوہدری۔ مکینکل انجینئر لندن
3۔ مکرم خالد داؤد احمد چوہدری۔ وینکوور کینیڈا
4۔ مکرم ناصر محمود چوہدری۔ بیلجیم
5۔ مکرم حافظ ڈاکٹر محمد سہیل احمد (وقف نو) یو کے

مرحومہ آخری وقت اسی بیٹے اور مکرم خالد داؤد کے ہاں مقیم اور زیر علاج تھیں۔ وفات پر پانچوں بچے موجود تھے۔ بیماری کے ایام میں پانچوں بچوں کو خوب خدمت کا موقع ملا۔

مؤرخہ 22 دسمبر 2022ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد مبارک اسلام آباد برطانیہ کے باہر نماز جنازہ پڑھائی اور Godalming کے قبرستان کے قطعہ موصیان میں تدفین کے بعد خاکسار نے دعا کروائی۔

آپ کی بیٹی مکرمہ سارہ لئیق آف وینکوور نے اپنی والدہ کے خصائل و شمائل پر ایک نوٹ لکھ کر بھجوایا۔ لکھتی ہیں: والدہ مرحومہ کو اللہ تعالیٰ سے بے پناہ محبت اور بے حد عشق و توکل تھا۔ نظام جماعت کی اطاعت اور دیوانہ وار خدمت دین کا شوق رکھتیں۔ بہت ملنسار، مہمانواز، ہمدرد تھیں۔ اپنے خاوند کی مکمل اطاعت ان کا شیوہ تھا۔ اپنے بچوں کی بہترین ماں، سسرال میں ہر دلعزیز، غریبوں کی غمگسار اور ہر ایک کی ضرورت کا خیال رکھتیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے، درجات بلند کرتا چلا جائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

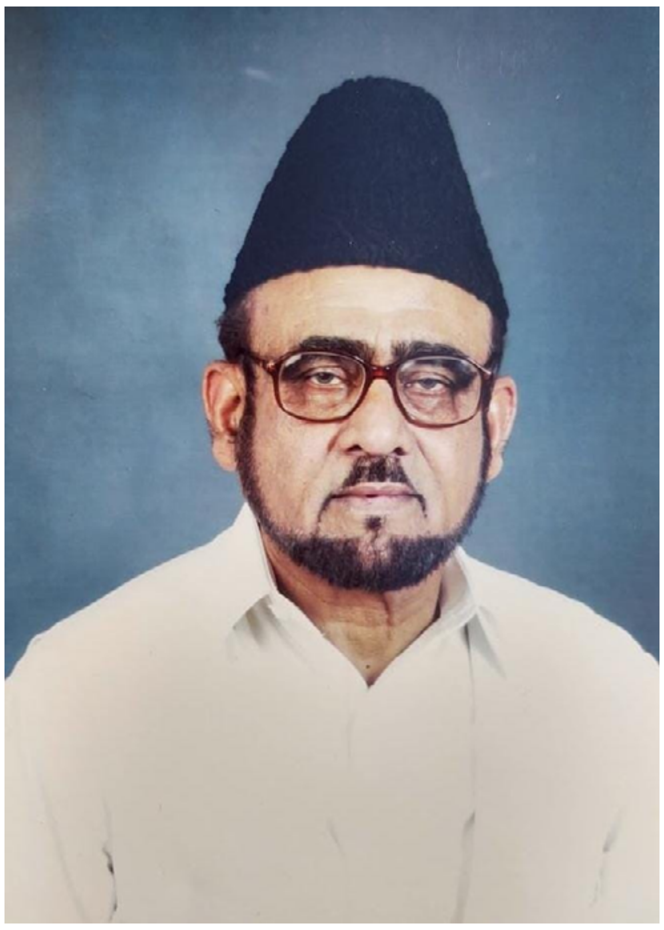

محترم ملک منصور احمد عمر مبلغ سلسلہ وفات پا گئے

افسوس کے ساتھ احباب جماعت کو اطلاع دی جارہی ہے کہ محترم ملک منصور احمد عمر مبلغ سلسلہ مورخہ 19دسمبر 2022ء بروز سوموار 80سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

اگلے روز 20دسمبر 2022ء بروز منگل دن دس بجے احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں محترم سید خالد احمد شاہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین کے بعد محترم چوہدری اللہ بخش صادق نے دعا کروائی۔

محترم ملک منصور احمد عمر 21 اکتوبر 1942ء کو قادیان میں مکرم ملک غلام احمد ارشد مرحوم معلم اصلاح وارشاد کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا حضرت مولوی نور محمدؓ ملتانی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آئی جنہوں نے 1907ء میں قادیان آکر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ 15اگست 1907ء کے ملفوظات میں آپ کی بیعت اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مکالمہ کا تذکرہ موجود ہے۔

میٹرک کے بعد والدین کی خواہش پر تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں میڈیکل کی تعلیم میں چلے گئے لیکن پھر ایک خواب کی بنا پر جامعہ احمدیہ میں داخل ہوگئے۔ 1970ء میں آپ نے شاہد پاس کیا۔ 73-1971ء میں آپ نے NIML اسلام آباد سے جرمن زبان کا کورس کیا۔ 1974ء میں آپ جرمنی بطور مبلغ بھجوائے گئے۔ ڈیڑھ سال بعد پاکستان واپسی ہوئی۔ پاکستان میں واپسی پر پہلے دنیاپور پھر بہاولپور اور گجرات میں مربی تعینات رہے۔ 82-1981ء میں آپ معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ رہے۔ 1983ء تا 1986ء آپ جرمنی میں امیر ومشنری انچارج خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ نومبر 1986ء تا مارچ 1992ء آپ انچارج شعبہ رشتہ ناطہ کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔ اسی دوران جامعہ احمدیہ میں جرمن زبان بھی پڑھاتے رہے۔ 1992ء تا 1996ء مربی سلسلہ واہ کینٹ و مربی ضلع راولپنڈی رہے۔ 1996ء سے 2007ء تک جامعہ احمدیہ ربوہ میں استاد جرمن لینگویج کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ 09-2007ء میں مربی ضلع راولپنڈی 11-2009ء میں مربی سلسلہ لوکل انجمن احمدیہ ربوہ اور 2011ء تا 2016ء اصلاح و ارشاد مرکزیہ میں تعینات رہے۔ پھر خرابی صحت کی وجہ سے ریٹائر ہوئے۔

ذیلی تنظیموں میں بھی خدمت کا موقع ملا۔ چنانچہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں معتمد اور انصار اللہ پاکستان میں 1998ء تا 2001ء قائد تعلیم القرآن کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے غیر ملکی زبانیں سیکھنے کی تحریک فرمائی تو آپ نے ربوہ میں جرمن کلاس کا آغاز کیا تھا۔ پہلی جرمن کلاس 83-1982ء میں ایوان محمود میں ہوئی۔ خاکسار راقم الحروف بھی پہلی جرمن کلاس میں آپ کا طالب علم تھا۔ آپ نے قیام ربوہ میں مسلسل جرمن زبان کی تعلیم و ترویج کے لئے کوشش کی اور کلاسز جاری رکھیں۔

قرآن کریم کے ساتھ آپ کو عشق تھا۔ گھر میں مستقل مزاجی کے ساتھ قرآن کلاسز کا انعقاد کرتے تھے اور آپ نے ایک بار بتایا کہ طبی رپورٹ کے مطابق میرے گردے فیل ہورہے تھے اور ڈائلیسز شروع ہوگئے لیکن معجزانہ طور پر گردے ٹھیک ہوگئے اور یہ قرآن کی خدمت کا ثمرہ تھا۔

آپ کا مطالعہ وسیع تھا۔ بہت محنتی تھے۔ اپنے طلبہ کی مہمان نوازی اور تفریح کے پروگرام بھی کرتے۔ ہم بھی آپ کی مہمان نوازی سے مستفید ہوتے رہے۔ آپ کو لطیفہ گوئی کا ملکہ بھی حاصل تھا۔ آپ محفل کو کشتِ زعفران بنا دیتے تھے۔

شادی و اولاد: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 22جولائی 1972ء کو آپ کے نکاح کا اعلان مکرمہ امۃ السمیع راشدہ بنت حضرت مولانا ابو العطاء جالندھری مرحوم کے ساتھ فرمایا تھا۔ آپ کی اہلیہ اول وفات پا چکی ہیں ان سے آپ کے حسب ذیل دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں:

ملک منظور احمد عمر صاحب جرمنی، ملک صباح الظفر صاحب مربی سلسلہ، امۃ الودود عائشہ صاحبہ زوجہ ندیم احمد صاحب جرمنی، امۃ الرؤف عامرہ صاحبہ زوجہ فہیم احمد صاحب جرمنی اور فائزہ رئیس صاحبہ اہلیہ انیس رئیس صاحب مربی سلسلہ جاپان۔

آپ کی اہلیہ ثانی امۃ الباسط صاحبہ بنت قریشی غلام احمد صاحب آف چکار آزاد کشمیر ہیں۔ ان سے آپ کی ایک بیٹی منصورہ عمر صاحبہ آپ نے یادگار چھوڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(ایم۔ایم۔طاہر)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 10؍دسمبر 2022ء بروزہفتہ 12 بجے دوپہر اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر ایک نماز جنازہ غائب اور ایک نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ قانتہ درد صاحبہ اہلیہ مکرم حمید حسن منور صاحب (برسٹل۔یوکے)

7؍دسمبر 2022ء کو 80سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت مولانا عبد الرحیم درد صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی بیٹی تھیں۔مرحومہ نے لاہور میں قیام کے دوران کئی سال تک لجنہ اماء اللہ لاہور میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔صوم وصلوٰۃ کی پابند، خلافت کے ساتھ اخلاص ووفا کا تعلق رکھنے والی ایک نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1- مکرم ماسٹر رفیق احمد صاحب (ربوہ)

گزشتہ دنوں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ 2008ء میں ضلع اوکاڑہ سے ربوہ شفٹ ہوگئے تھے۔مرحوم خود بھی جماعتی کاموں میں پیش پیش رہتے اور بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہتے تھے۔آپ سکول ٹیچر تھے اس لئے سب آپ کی عزت کرتے تھے۔مرحوم نے ہمیشہ سادہ زندگی گزاری۔ جب بھی تنخواہ اور بعد میں پنشن ملتی تو سب سے پہلے چندہ کی رقم الگ کرتے تھے۔مرحوم نے مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، نظام جماعت اور خلافت کے اطاعت گزار، بہت نیک اور خداترس انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔آپ مکرم محمد سفیر الدین صاحب مربّی سلسلہ کے والد تھے۔

2- مکرمہ شازیہ پروین صاحبہ اہلیہ مکرم داؤد احمد بھٹی صاحب (کوٹ امیر خان ضلع گوجرانوالہ)

4؍ستمبر 2022ء کو 51 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ مرحومہ نے مقامی سطح پر لجنہ کے مختلف عہدوں پر خدمت کے علاوہ صدر لجنہ کوٹ امیر خان کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، مہمان نواز، غریب پرور، قربانی اور ایثار کے جذبہ سے سرشار، ایک متوکل علی اللہ اور نیک خاتون تھیں۔ خلافت سے گہری عقیدت اور محبت تھی۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔

3- مکرم چوہدری اشرف احمد اعوان صاحب (جرمنی)

2؍اگست 2022ء کو 100سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 1939ء میں برٹش آرمی میں بھرتی ہوئے اور وہاں احمدی نوجوانوں کے ساتھ مل کر جماعت قائم کی۔1947ء میں پاکستان بننے کے دوران پاؤں پر گولی لگنے سے زخمی ہونے کی وجہ سے فوج سے ریٹائر ہوگئے۔1953ء کے فسادات میں آپ سیالکوٹ کے ایک گاؤں مرجان میں اکیلے احمدی تھے۔مخالفین نے گھر پر حملہ کیا مگر آپ اللہ کے فضل سے محفوظ رہے۔1965ء میں سندھ ہجرت کر گئے تھے۔ وہاں بھی مخالفت اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا مگر بڑی ہمت اور حوصلہ سے اس کا مقابلہ کرتے رہے۔2013ء میں اپنے بیٹے کے پاس جرمنی آ گئے۔مرحوم نماز روزہ کے پابند، دیندار، چندوں میں باقاعدہ اور خلافت کیساتھ اخلاص و وفا کا گہرا تعلق رکھنے والے بزرگ تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں پانچ بیٹے اور چھ بیٹیاں شامل ہیں۔

4- مکرم ماسٹر عزیز احمد صاحب (ریٹائرڈ ٹیچر بشیر آباد۔سندھ)

20؍ نومبر 2022ء کو 85سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد حضرت میاں اللہ دتہ صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفرجہلم کے دوران بیعت کی سعادت حاصل کی۔آپ جہاں بھی رہے کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت بجالاتے رہے۔آپ کی شخصیت بڑی ہمہ جہت تھی۔صوم وصلوٰۃ اور جماعتی روایات کے پابند، تہجد گزار، خدمت دین کے جذبہ سے سرشار، خلافت کے شیدائی، ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ اپنے چندے ہمیشہ بروقت اور اعلیٰ معیار کے مطابق ادا کرتے رہے۔ دعوت الی اللہ کا بھی شوق تھا۔آپ کو کئی بیعتیں کروانے کی بھی توفیق ملی۔مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور دوبیٹیاں شامل ہیں۔آپ مکرم رشید احمد طیب صاحب (مربی سلسلہ) کے والد تھے۔

5- مکرمہ نسیم اختر صاحبہ بنت مکرم مرزا خدا بخش صاحب مرحوم (گجرات)

10؍نومبر 2022ء کو 94سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، کم گو، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔انتہائی سادہ اور پاکیزہ زندگی بسر کی۔ احمدیت سے خاص لگاؤ تھا۔ زندگی کا بیشتر حصہ شعبہ تدریس سے وابستہ رہا۔آخر دم تک چندہ کی ادائیگی بڑے تسلسل سے کرتی رہیں۔تسبیح اور درود کا ورد ان کی زبان پر جاری رہتا۔مرحومہ موصیہ تھیں۔آپ مکرم مرزا نعیم احمد (سابق امیر ضلع گجرات) اور مکرم مرزا مجیب احمد صاحب (سیکرٹری زراعت یوکے) کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔

6- مکرم حسن محمد صاحب (ریجنل پریذیڈنٹ PAAMA مڈلینڈز۔یوکے)

8؍اکتوبر 2022ء کو 66 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 1996ء میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، بہت سادہ، اعلیٰ اخلاق کے مالک، نہایت مخلص اور باوفا انسان تھے۔آپ خلافت سے والہانہ عقیدت اور محبت کے تعلق میں اعلیٰ نمونہ قائم کرنے والے تھے۔ انسانیت کی بےلوث خدمت کرنے والے، ہمدرد اور نیک خادم سلسلہ تھے۔عبادات میں پیش پیش اور مختلف حیثیتوں میں بھرپور رنگ میں جماعت کی خدمت کرنے والے تھے۔ وفات کے وقت آپ بحیثیت ریجنل صدر PAAMA Midlands خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔مربیان کرام اور واقفین سلسلہ کا بہت احترام کرتے تھے۔ Nottingham کی مسجد کے لئے آپ کی خدمات نمایاں ہیں۔بڑے شوق سے تبلیغ کے کام میں مصروف رہتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے شامل ہیں۔

7- مکرم میرویس سیال صاحب (افغانستان۔حال ابوظبی)

19؍اکتوبر 2022ء کو 46سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے پڑنانا حضرت مولوی غلام محمد افغان صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے۔مرحوم چار سالوں سے کینسر کے مرض میں مبتلا تھے لیکن اس تکلیف دہ بیماری کا بڑے صبر وحوصلہ سے مقابلہ کیا۔صوم وصلوٰۃ کے پابند، مخلوق خدا کے ہمدرد، بہت بہادر، مخلص اور نیک انسان تھے۔آپ نے دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی وفات پا چکی ہیں۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دونوں بیویوں سے پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔آپ کے ایک بھائی مکرم آصف سیال صاحب مربی سلسلہ ہیں۔آپ مکرم مرزا نصیر احمد صاحب چٹھی مسیح (استاد جامعہ احمدیہ یوکے) کے رشتہ میں بھانجے تھے۔

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

8- مکرمہ فاطمہ حیدر ا صاحبہ اور دو بیٹیاں اہلیہ مکرم ابو بکر دراحمہ صاحب (نوٹنگھم یوکے)

20نومبر 2022ء کو نوٹنگھم میں مکرمہ فاطمہ حیدر ا صاحبہ کے گھر آگ لگ گئی جس کے نتیجہ میں دھوئیں کی وجہ سے ان کی دو بیٹیاں بعمر ایک سال اور تین سال ہسپتال پہنچتے ہی وفات پا گئیں۔ جبکہ مکرمہ فاطمہ صاحبہ بعمر 28سال کی دو روز بعد وفات ہوئی۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ 1994میں گیمبیا میں پیدا ہوئی تھی اور چھوٹی عمر میں یوکے آ گئی تھیں۔ جماعتی کاموں میں بھر پور حصہ لیتی تھیں۔ آپ بہت ہنس مکھ اور اچھے اخلاق کی مالک ایک مثالی احمدی خاتون تھیں۔ خلافت سے دلی تعلق تھا۔ آپ مڈلینڈ ریجن کی پین افریقن احمدیہ ایسوسی ایشن کی تربیت کی سیکرٹری تھیں۔ وہ خود اور ان کی بڑی بیٹی بھی وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل تھیں۔ پسماندگان میں میاں، والدین، دو بہنیں اور دو بھائی شامل ہیں۔

9 مکرمہ امۃ المتین صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالشکور بھٹی صاحب (جرمنی)

18/نومبر 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ صوم وصلوٰۃ اور احکام الٰہی کی پابند، اپنے عزیزوں اور ملنے والوں کا خیال رکھنے والی اور ہر حالت میں راضی برضا رہنے والی بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ جرمنی جانے سے پہلے پاکستان میں حلقہ مغلپورہ (لاہور) کی صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ باقاعدگی سے کیا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کی تین بیٹیاں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں بیاہی ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

ادارہ الفضل آن لائن مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتا ہے۔

فقہی کارنر

رہن رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اُٹھانا جائز ہے

رہن کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے خدمت میں سوال ہوا۔ آپؑ نے فرمایا:

موجودہ تجاویز رہن جائز ہیں گزشتہ زمانہ میں قانون تھا کہ اگر فصل ہوگئی تو حکام زمینداروں سے معاملہ وصول کرلیا کرتے تھے اگر نہ ہوتی تو معاف ہو جاتا اور اب خواہ فصل ہو یا نہ ہو حکام اپنا مطالبہ وصول کر ہی لیتے ہیں پس چونکہ حکام وقت اپنا مطالبہ کسی صورت میں نہیں چھوڑتے تو اسی طرح یہ رہن بھی جائز رہا کیونکہ کبھی فصل ہوتی اور کبھی نہیں ہوتی تو دونوں صورتوں میں مرتہن نفع و نقصان کا ذمہ دار ہے۔ پس رہن عدل کی صورت میں جائز ہے۔ آج کل گورنمنٹ کے معاملے زمینداروں سے ٹھیکہ کی صورت میں ہو گئے ہیں اور اس صورت میں زمینداروں کو کبھی فائدہ اور کبھی نقصان ہوتا ہے تو ایسی صورت عدل میں رہن بیشک جائز ہے۔

جب دودھ والا جانور اور سواری کا گھوڑا رہن باقبضہ ہوسکتا ہے اور اس کے دودھ اور سواری سے مرتہن فائدہ اُٹھا سکتا ہے تو پھر زمین کا رہن تو آپ ہی حاصل ہوگیا۔

پھر زیور کے رہن کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا:۔

زیور ہو کچھ ہو جب انتفاع جائز ہے تو خواہ نخواہ تکلفات کیوں بناتے جاویں۔ اگر کوئی شخص زیور کو استعمال کرنے سے اس سے فائدہ اُٹھاتا ہے تو اس کی زکوٰۃ بھی اس کے ذمہ ہے زیور کی زکوٰۃ بھی فرض ہے چنانچہ کل ہی ہمارے گھر میں زیور کی زکوٰۃ ڈیڑھ سو روپیہ دیا ہے۔ پس اگر زیور استعمال کرتا ہے تو اس کی زکوٰۃ دے اگر بکری رہن رکھی ہے اور اس کا دودھ پیتا ہے تو اس کو گھاس بھی دے۔

(الحکم 24 اپریل 1903ء صفحہ 11)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

باپ کی دعا بیٹے کے واسطے اور بیٹے کی دعا باپ کے واسطے قبول ہوا کرتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ظہر کے وقت ایک نووارد صاحب سے ملاقات کی اور ان کو تاکید سے فرمایا کہ وہ اپنے والد کے حق میں جو سخت مخالف ہیں دعا کیا کریں انہوں نے عرض کی کہ حضور میں دعا کیا کرتا ہوں اور حضور کی خدمت میں بھی دعا کے لئے ہمیشہ لکھا کرتا ہوں حضرت اقدس نے فرمایا کہ۔

”توجہ سے دعا کرو باپ کی دعا بیٹے کے واسطے اور بیٹے کی دعا باپ کے واسطے قبول ہوا کرتی ہے اگر آپ بھی توجہ سے دعا کریں تو اس وقت ہماری دعا کا بھی اثر ہوگا۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 502)

ایک سبق آموز بات

فراخ دلی صرف پیسے کی نہیں ہوتی

نیک جذبات، ہنر اور صلاحیت کی فراخ دلی دراصل پیسے کی فراخ دلی سے کہیں بڑھ کر ہے اور مشکل بھی - آپ کی نیکی. لیاقت، ہنر اور صلاحیت ہی دراصل دنیا میں مزید نافع الناس وجود پیدا کر سکتے ہیں لیڈر کا کام پیروکار پیدا کرنا نہیں ہوتا بلکہ مزید اپنے جیسے لیڈر پیدا کرنا ہوتا ہے -

مرسلہ: کاشف احمد

طلوع وغروب آفتاب

28/دسمبر 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:35	17:47
مدینہ منورہ	05:41	17:42
قادیان	06:00	17:33
ربوہ	05:40	17:13
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:38	16:02